ماهنامہ
خالد
ربوہ
جون ۱۹۹۷ء
ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی اکتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹۹۷ء کی اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کلاس میں اوّل آنے والے خادم مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدیقی محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ کو انعام دیتے ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی اکتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹۹۷ء میں شمولیت کرنے والے خوش نصیب شرکاء

مورخہ یکم مئی ۱۹۹۷ء کو اکتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا افتتاح محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ نے فرمایا
محترم چوہدری ظفراللہ خان طاہر صاحب ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس رپورٹ پیش کرتے ہوئے جبکہ سٹیج پر محترم ملک خالد مسعود صاحب تشریف فرما ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی سالانہ تربیتی کلاس ۱۹۹۷ء کی انتظامیہ کے ممبران مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ۔
تصو[illegible] مہمانِ خصوصی کے دائیں محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب طاہر
[illegible]بیتی کلاس ۱۹۹۷ء تشریف فرما ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد 45 شمارہ 8

فہرست مضامین

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد ربوہ

احسان 1376 ہش
جون 1997ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

قیمت۔/6 روپے ★ سالانہ۔/60 روپے

مینجر: مبارک احمد خالد

پبلشر: مبارک احمد خالد۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

اداریہ

چھٹیاں کیسے گزاریں

خدام بھائیو! جون کا شمارہ آپ تک پہنچ رہا ہے۔ اس مہینہ سے ہمارے ملک کے اکثر سکول و کالج موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں اور طلباء اپنی تعلیمی سرگرمیوں اور مصروفیات سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اور چھٹیوں کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ اب ہم پڑھائی کرتے کرتے تھک گئے تھے اب ایک لمبا عرصہ ہمیں آرام کرنا ہے۔ اور یوں چھٹیوں کے اس غلط تصور پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی کے قیمتی دنوں کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ چھٹی کا مطلب صرف یہ تو نہیں کہ آرام کیا جائے' آرام ضرور کیا جائے لیکن ایسا آرام کہ جو آپ کو بہت سے دیگر کاموں کے سرانجام دینے کیلئے نشاط' چستی اور قوت اور دلی خوشی اور جسمانی طاقت فراہم کرنے کا سبب بنے۔ کیونکہ صاحب ایمان کی شان تو یہ ہے کہ ویسے بھی فارغ نہیں رہ سکتا فاذا فرغت فانصب ایک کام سے فراغت ہوئی تو دوسرے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس حوالہ سے ہمیں اپنا ایک پروگرام بنانا چاہئے۔ ایک لائحہ عمل بنانا چاہئے اتنی ڈھیر ساری چھٹیوں کے بہت سارے فوائد حاصل کرنے چاہئیں۔ جتنا اچھا اور خوبصورت اور مفید سرگرمیوں پر مشتمل پروگرام ترتیب دیں گے اتنی ہی بہترین چھٹیاں گزریں گی اگر آپ ایک بہترین احمدی خادم ہونے کی حیثیت سے' ایک اعلیٰ درجہ کا صاحب ایمان بننے کی خواہش رکھتے ہیں تو اپنے ان دنوں کو بے کار ضائع نہ جانے دیں ایک اچھا پروگرام بنا کر ان دنوں کو گزاریں۔

آئیں! ہم آپ کی راہنمائی کرتے ہیں ایک بھائی ہونے کے ناطے جو محبت ہے ہمارے دلوں میں' اس رشتہ سے ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں تجاویز پیش کرتے ہیں کہ اپنے پروگرام کو ان خطوں پر ترتیب دیں۔ دراصل چھٹی تو یہ مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے کہ وہ "روٹین" جو آپ کو مجبور کئے ہوئے تھی کہ تم نے بہرحال اتنے بجے سکول یا کالج آنا ہے اور ان اوقات میں یہ یہ مضامین پڑھنے ہیں اور اتنے بجے تک پڑھنا ہے...... لیکن چھٹی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اس روٹین کے اب پابند نہیں اور اس جگہ آکر پڑھنے کے پابند نہیں۔ تو گویا اب سارا انحصار اور اختیار آپ کو دے دیا گیا کہ اچھا کچھ وقت آپ اپنی مرضی اور پسند سے گزار لیں۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اچھی چھٹیاں کیسے گزاری جائیں۔

O سب سے پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ روٹین صرف کالج' سکول جانے کی ختم ہوئی ہے "بیوت الذکر" جانے کی نہیں۔ اس لئے نمازوں کا اہتمام کہیں چھٹی کی نذر نہ ہو جائے بلکہ پہلے اگر کوئی نماز بالخصوص ظہر کی نماز متاثر ہوتی تھی تو اب تو سکول' کالج آنے جانے کا مسئلہ نہیں اس لئے نمازوں میں باقاعدگی اور اہتمام قائم رہے بلکہ پہلے سے زیادہ پر جوش طریق پر اور یاد رکھیں اگر نمازوں میں غفلت ہو گئی تو ساری چھٹیوں میں ایک ایسی نحوست بھر جائے گی کہ کوئی برکت آپ کو دکھائی نہیں دے گی ایک عجیب سی بے چینی اور اضطراب اور ڈپریشن کا شکار ہو جائیں گے۔ اس لئے نمازوں کا التزام اور اہتمام آپ سب سے مقدم رکھیں۔

O دوسرے نمبر پر جمعہ اور حضور ایدہ اللہ کا خطبہ سننے سے محروم نہ رہیں کہیں بھی سیر یا پکنک کا پروگرام بنے ایک تو کوشش کریں کہ جمعہ اس میں نہ آئے اور اگر آ جائے تو پھر جہاں آپ پکنک میں مصروف ہیں وہیں جمعہ کی نماز کا اہتمام کریں۔ ایک بہت پیارا منظر ہو گا۔

O ظاہر ہے کہ آپ ان فارغ وقتوں میں T.V کو نظر انداز نہیں کر سکیں گے۔ T.V ضرور دیکھیں' VCR ضرور دیکھیں۔ جس طرح کھانا ضرور کھائیں لیکن ظاہر ہے کہ آپ کھانے میں گندی چیزیں کھانا تو پسند نہیں کریں گے نا' اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ ضرور دیکھیں لیکن پیارے بھائیو! وہ دیکھیں جو آپ کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرے۔ جو آپ کی فکری قوتوں کو جلا بخشے اور جو آپ کو ایک ہلکی پھلکی تفریح مہیا کرے' معلومات اور علم حاصل ہو اور ایک پر سکون تفریح ہو' یہ نہیں کہ ایسا پروگرام دیکھا جائے کہ TV بند کرنے کے بعد دماغ میں ایک ہلچل ہے۔ ایک بوجھ ہے' اور آپ محسوس کریں کہ TV آن کرنے سے پہلے جو بوجھ تھا بلکہ شاید نہیں تھا لیکن اب وہ پہلے والا سکون بھی جاتا رہا۔ اس لئے TV دیکھنے سے منع

نہیں کیا جا رہا آپ اس میں اچھے مزاحیہ پروگرام دیکھیں، سپورٹس کے پروگرام ہیں، اور اس طرح کے ادبی پروگرام ہیں۔ اسی طرح VCR اگر استعمال کر رہے ہیں تو اچھی تاریخی اور جغرافیائی فلمیں دیکھیں۔ تفریح کی تفریح اور معلومات کی معلومات، اور ایک بہت اچھی فلموں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس اتنا وقت ہے کہ آپ VCR استعمال کئے بغیر نہیں رہ سکتے تو Wild Life کی فلمیں دیکھیں۔ جانوروں کی دنیا۔ خدا تعالیٰ نے بہت خوبصورت دنیا بنائی ہوئی ہے۔ جنگلات، پہاڑی علاقہ جات وغیرہ ان پر مشتمل فلمیں دیکھیں۔ اور ان سب فلموں اور پروگراموں پر بھاری ایک TV چینل اور ہے جس کے بارے میں یہ آسانی ہے کہ ہمیں کسی تمہید کی ضرورت نہیں کہ کس وقت دیکھیں، کیا دیکھیں اور کون دیکھے۔ بس TV آن کریں اور بے فکر ہو کر بیٹھ جائیں۔ آپ کا بیٹھنا بابرکت ہو گا۔ آپ کا دیکھنا بابرکت ہو گا، آپ کا سننا بابرکت ہو جائے گا، وہ ماحول بابرکت ہو جائے گا اور یہ ہے MTA۔ اپنے دن کے ایک حصہ میں MTA دیکھنا کبھی نہ بھولیں۔

O پھر سیر و تفریح ہے، یہ بھی بہت ضروری ہے اور بہت ہی ضروری ہے۔ سیر سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ آپ بیرون ملک ہی جائیں تو سیر و تفریح ہے یا مری ہی جائیں گے تو سیر ہو گی۔ آپ اپنے ہی شہر کے بعض اہم مقامات سے ناواقف ہوں گے، ان جگہوں کو دیکھیں، ان کی تاریخی حیثیت اور اہمیت کو جانیں اور وہاں جائیں۔

مثلاً لاہور ہے وہاں بے شمار تاریخی مقامات ہیں، ان تاریخی مقامات کی سیر جہاں علم میں اضافہ کا باعث بنتی ہے وہاں عبرت اور ہمتوں کے بے شمار سبق بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر لاہور میں ہی ان جگہوں کو ڈھونڈیں اور جائیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدم رکھے تھے۔ وہ جگہیں کتنی ہی بابرکت ہوں گی۔ جہاں خدا کے اس پیارے کے قدم لگے ہوں گے ایسے قدم کہ زمین اب صدیوں ان قدموں کو ترسے گی۔ لیکن زمین پر وہ قدم اب دوبارہ اتنی جلدی، نہیں رکھے جائیں گے۔ اور ان برکتوں کو حاصل کرنے والے تو اصل آپ ہوں گے۔

بہرحال سیر و تفریح بھی ضرور کریں پھر اپنے شہر سے بھی نکلیں، شمالی علاقہ جات کی طرف جائیں۔ خدا کی قدرت کو ایک حسین و دلفریب انداز میں دیکھیں اس ضمن میں آپ خدام الاحمدیہ کے ہائیکنگ کے پروگراموں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ راہنمائی لے سکتے ہیں۔

O سیر کے حوالے سے ایک بہت ہی خوبیوں اور برکتوں کا حامل پروگرام ہے اور وہ ہے "وقف عارضی" چند دنوں کے لئے آپ اپنے آپ کو وقف کریں تو ایک نئی دنیا کی سیر کریں گے آپ، آپ محسوس کریں گے کہ آپ اگر صرف سیر کرنے جاتے تو صرف ایک مقصد حاصل ہوتا لیکن وقف عارضی سے، آپ نے ایک اعلیٰ مقصد کو بھی حاصل کیا اور ساتھ سیر بھی ہو گئی اور بہت سے ایسے فوائد حاصل ہوئے کہ جو صرف سیر سے نہ ہو پاتے۔

O لیکن ان سارے کاموں میں اپنے ہوم ورک اور پڑھائی کے دوسرے کام نہ بھولیں وہ بھی ساتھ ساتھ کرتے چلے جائیں اور اگر ہو سکے تو ٹائپنگ، کمپیوٹر ٹریننگ یا اور کوئی چھوٹا موٹا ہنر ضرور سیکھیں۔ کوئی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔

O سب سے آخر پر ایک اہم بات اور ہے اور میں نے عمداً آخر پر رکھی تھی۔ اس لئے نہیں کہ اس کا مقام یا اسکی اہمیت اتنی نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ آخر پر پھر آپ کو ایک اعلیٰ ترین مقصد کی یاددہانی ہو سکے، آپکے ایک اعلیٰ مقام کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ ان چھٹیوں میں جہاں آپ اتنے ڈھیر سارے کام کریں گے سیر و تفریح، کوئی اور ہنر ہے، وقف عارضی ہے، سکول، کالج کا کام ہے وغیرہ وغیرہ وہاں ایک تو آپ مجلس کا کام ضرور کریں۔ اپنے قائد صاحب، زعیم صاحب کی راہنمائی میں کوئی کام کریں۔ صدر صاحب سے ملیں کہ جماعت کا کوئی کام ہو، کسی سیکرٹری یا ناظم یا منتظم کی معاونت کریں، خدمت خلق کا کوئی کام ہو تو وہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے زرخیز میدان ڈھونڈیں۔ اگر ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ تو ایک اچھے اور ماہر شکاری کی طرح جگہ بدلیں، نشانہ بدلیں، شکار تو موجود ہے۔ کہیں نشانہ ہی غلط نہ ہو، تو دعوت الی اللہ اور تنظیم کے کاموں کے لئے بھی کچھ وقت دیں۔ یہ دو کام ایسے ہیں کہ آپ کے چوبیس گھنٹوں کے کاموں میں ایسی برکت ڈالیں گے کہ آپ کو محسوس ہو گا کہ میں اپنے ذاتی کام تو شاید ایک ہفتہ میں اتنے نہ کر سکتا جتنے کہ ایک دن میں ہو گئے۔ وہ برکت ہو گی صرف اور صرف آپ کے دعوت الی اللہ اور جماعتی کاموں میں کچھ وقت دینے کی۔ آپ کے وقت میں برکت ہو گی، کاموں میں برکت ہو گی، اور پھر ان چھٹیوں میں برکت ہو گی، آپ صحیح معنوں میں ان چھٹیوں سے لطف اندوز ہوں گے اور یادگار چھٹیاں گزریں گی۔ ایک بھرپور اور ثمردار چھٹیاں۔

خدا تعالیٰ آپ کے سارے کاموں میں برکت ڈالے اور ان کچھ امور کے ساتھ ساتھ اور بے شمار اچھی باتیں رہ گئی ہوں گی ان کو اختیار کرتے ہوئے چھٹیاں گزاریں۔ مثلاً یہی کہ ۲۵۔۲۶۔۲۷ جولائی کو کہیں سیر پر نہ چلے جائیں۔ کوئی ایسا پروگرام نہ بنالیں کہ جلسہ سالانہ برطانیہ کی نشریات سے محروم ہو جائیں۔ یاد آیا نا! یہ تین دن تو بہت خوبصورت دن ہوتے ہیں۔ جلسہ کے دن۔ حضور کے جلسہ سے خطابات کے دن۔ ہمیں ہمارا جلسہ سالانہ بھی یاد دلا جاتے ہیں۔ گھروں میں وہی جلسے کا سا سماں ہو جاتا ہے۔ ہم اس جولائی کو بھی دسمبر بنا لیتے ہیں۔ دسمبر میں ہم اپنے اس محبوب کو یہ سندیسے بھیجتے رہتے ہیں کہ "اسے کہنا دسمبر آگیا ہے"

اور جولائی میں ہم یہ سوچتے رہتے ہیں کہ یہ جو برسات آتی ہے یہ ویسے آتی ہے یا کہ ان ہجر کے مارے اور فراق کے تڑپے ہوئے احمدیوں کی آنکھوں کے آنسو ہیں جو اس برسات کا باعث بنتے ہیں۔ اے خدایا! کیا ابھی تک سینے پہ غم کا طور لئے یہ پیارا پھرتا رہے گا۔ کیا دشت سینا' کا یہ سفر ختم نہیں ہوا۔ اے مولا! اب وہ وقت بھی جلد لے آ کہ جب یہ سارے غم ختم ہو جائیں' آنکھوں کو ان کی ٹھنڈک نصیب ہو جائے اور ہجرتوں کا یہ سفراب مکمل ہو۔ اے خدایا! اب "کل یا پرسوں" پر نہ ٹال۔ بہت سارے یہ حسرت لئے اس دنیا سے چلے گئے اب تو ہمارے صبر کا امتحان نہ لے۔ لے خبر جلدی کہ............

فتح و نصرت کے ساتھ وہ جلوہ گر ہو جو دل کی ساری حسرتوں کو پورا کر دے وہ جلسہ اور وہی جلسہ کی رونق' ہم دیکھیں سنیں اور محسوس کر سکیں۔ اور دیکھنے والے ایک دفعہ پھر دیکھیں کہ کوئی "قادر مطلق" واقعی ان کا "یار" ہے جو آچکا ہے۔

بہرحال اپنی دعاؤں میں یہ ایک دعا بھی ضرور شامل کریں اور ایک خوبصورت اور پاکیزہ اور صحت مند تفریح کے ساتھ اپنی چھٹیاں گزاریں۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔ اور ہمیشہ ساتھ ہو۔

اعلان کامیابی

مکرم برادرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب ابن مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان سے ایم سی پی ایس (M.C.P.S) کا امتحان دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کا اعزاز حاصل کیا۔ اس سے قبل آپ F.C.PS پارٹ ون کا امتحان بھی کامیابی سے پاس کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اس وقت فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں اور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں مہتمم اشاعت کے فرائض سرانجام دے رہے رہیں۔

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان کے لئے اور جماعت کیلئے ہر جہت سے مبارک کرے۔ آمین۔ (ادارہ)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رحلت فرما گئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۲۲ مئی ۱۹۹۷ء صبح سوا چار بجے فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ آپ کی عمر ۷۸ سال تھی۔ حضرت سیدہ موصوفہ دیر سے بیمار چلی آ رہی تھیں۔ لیکن ۱۷ مئی کو طبیعت زیادہ خراب ہو جانے کی وجہ سے ان کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ لیکن خدائی تقدیر غالب آئی اور حضرت سیدہ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

حالات زندگی

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی اور حضرت سیدہ ام طاہر کے والد ماجد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ ۷۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو بمقام جہلم اپنے ننھیال میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۴۴ء میں میٹرک کے امتحان کے علاوہ قادیان کی دینیات کی دو جماعتیں پاس کیں۔ پھر جامعہ نصرت ربوہ سے ایف اے کیا اور اس کے بعد بی اے میں داخلہ لیا۔ مگر اپنے عظیم خاوند حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی علالت کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور حضرت صاحب کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حرم پاک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۴۔ جولائی ۱۹۴۴ء کو آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ہوا۔ حضرت صاحب نے ایک ہزار روپے حق مہر پر نکاح کا اعلان فرمایا۔ حضرت صاحب نے خطبہ نکاح میں حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ حضرت ام طاہر کے بچوں کی نگہداشت کیلئے شادی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ طے پایا کہ حضرت سیدہ ام طاہر کے خاندان سے رشتہ کیا جائے۔ حضرت بانی سلسلہ کو ملنے والی بعض خدائی خبروں کی روشنی میں یہ بابرکت رشتہ طے پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل کرنے کی طرف توجہ کی گئی تو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے اور حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے واضح خوابیں اس رشتہ کے بارے میں دیکھیں۔

حضرت مہر آپا کو یہ خاص اعزاز حاصل تھا کہ آپ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو ایک رویاء میں یہ خبر دی گئی تھی۔

"ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے۔ کہ مہر آپا کو بلاؤ۔ جس کے معنی ہیں محبت کرنے والی آپا"۔ (الفضل یکم اگست ۱۹۴۴ء)

چنانچہ اس رویاء کے مطابق آپ کو جماعت احمدیہ میں "مہر آپا" کے نام سے پکارا جانے لگا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ساتویں اور آخری حرم محترم تھیں۔

رخصتانہ

حضرت سیدہ مہر آپا کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے شادی کی تقریب ۷ اگست ۱۹۴۴ء کو عمل میں آئی۔ یہ تقریب حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی کوٹھی واقع دارالانوار قادیان میں چھ بجے شام منعقد ہوئی۔ حضرت صاحب نے پہلے مردوں میں اور پھر زنان خانے میں جا کر دعا کرائی۔ جس کے بعد خاندان حضرت بانی سلسلہ کی خواتین مبارکہ حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحب (مہر آپا صاحبہ) کو گاڑی میں بٹھا کر الدار میں لے آئیں۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۴۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے بیت مبارک قادیان میں دن کے دو بجے دعوت ولیمہ دی گئی۔ حضرت صاحب ان دنوں ڈلہوزی میں تھے۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر دعا حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر مقامی نے

کرائی۔ ڈلہوزی میں بھی ایک دعوت ہوئی۔

دینی خدمت

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ نے دینی خدمات میں نمایاں حصہ لینا شروع کیا۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری خدمت خلق اور اس کے علاوہ سیکرٹری تربیت و اصلاح کی خدمات انجام دیں۔ آپ لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری خدمت خلق ہونے کے علاوہ نائبہ صدر لجنہ مرکزیہ کے عہدے پر فائز رہیں۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی ایک نمایاں صفت غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی اور مہمان نوازی تھی۔ آپ کی زندگی دین حق اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں وقف رہی۔

تدفین

محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر دعا کرائی

۲۳ مئی ۱۹۹۷ء کو دن کے دس بجے بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چار دیواری میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازہ بیت المبارک میں صبح نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ نے پڑھانا تھا۔ لیکن آپ ناسازی طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ چنانچہ آپ کی زیر ہدایت محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ ربوہ اور ربوہ کے باہر کے متعدد اضلاع سے تشریف لانے والے احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد جنازہ میں شامل ہوئی۔ اس موقع پر بیت المبارک کے صحن میں اور صحن کے باہر لان میں شامیانے نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ احباب جماعت کی کثیر تعداد جنازہ میں شرکت کر سکے۔ محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے محراب سے باہر نکل کر میت کے سامنے کھڑے ہو کر جنازہ پڑھایا۔ مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب لاؤڈ سپیکر پر تکبیرات دوہراتے رہے۔

بعد ازاں حضرت سیدہ موصوفہ کا جسد خاکی جو سفید رنگ کے جستی تابوت میں رکھا گیا تھا بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے کارکنان گھیرا ڈالے تابوت کے ارد گرد چل رہے تھے۔ جملہ احباب خاندان حضرت [illegible] امراء کرام ناظر صاحبان صدر انجمن اور وکلاء تحریک جدید وغیرہم جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں حضرت سیدہ ام وسیم حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبر کے پہلو میں حضرت سیدہ مہر آپا کی قبر بنائی گئی تھی۔ جہاں تدفین کے بعد محترم صاجزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کرائی جملہ احباب جو نہایت وقار اور نظم و ضبط کے ساتھ چار دیواری کے احاطے کے باہر کھڑے تھے دعا میں شامل ہوئے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ سے اپنی رحمت و مغفرت کا سلوک کرے اور آپ کے درجات کو ہر لحہ بڑھاتا رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۳ مئی کے خطبہ جمعہ فرمودہ جرمنی میں حضرت سیدہ مہر آپا کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا اور جرمنی میں تعمیر ہونیوالی ۱۰۰ بیوت الذکر کی تحریک میں آپ کی طرف سے تین لاکھ جرمن مارک دینے کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت سیدہ مہر آپا کو جنت الفردوس کے بلند ترین درجات سے نوازے اور ہر ان ان رفعتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ آمین

معارف الحدیث

۱۵

جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(مرتبہ:۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ مَا فِي زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

(بخاری کتاب الاستئذان باب من اتکابین یدی اصحابہ)

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں گناہوں میں سے بہت بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کا شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اس وقت آپ تکیے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ جوش میں آکر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو خبردار جھوٹ نہ بولنا۔ اور پھر آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کاش حضور خاموش ہو جائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"......اگرچہ جھوٹ کا ذکر تیسرے نمبر پر آیا مگر سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جھوٹ پر آکر جوش کا اظہار فرمایا اور بے اختیار بار بار یہ نصیحت فرماتے رہے کہ خبردار جھوٹ کے قریب تک نہ جانا۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے۔ شرک بھی جھوٹ کا ہی نام ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا بھی ایک جھوٹ ہے۔ درحقیقت جھوٹ کا جتنا بھی آپ تجزیہ کریں آپ اسی حد تک یہ معلوم کریں گے کہ ہر بدی کی جڑ جھوٹ کی سرزمین میں ہے۔ جھوٹ کی زمین سے ہی تمام بدیاں پھوٹتی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جھوٹ کا ذکر فرماتے ہوئے بار بار یہ تاکید فرمائی کہ خبردار جھوٹ سے پرہیز، جھوٹ سے پرہیز، جھوٹ سے پرہیز۔ جھوٹ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ہر بیماری کی جڑ ہے اور شرک بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ ہی درحقیقت سب سے بڑا شرک ہے کیونکہ آپ اپنی روزمرہ زندگیوں کا گہری نظر سے مشاہدہ کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہر جھوٹ جو بولا جاتا ہے وہ کسی جھوٹے معبود کی خاطر بولا جاتا ہے اور فی ذاتہ انسان کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیشہ سچ بولنا فطرت کے مطابق ہے اور ایک انسان سچی بات کرنا ہی پسند کرتا ہے مگر اس کے باوجود جتنا روزمرہ کی زندگی میں جھوٹ داخل ہوا اتنے ہی جھوٹے خدا انسان کی زندگی میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور جھوٹ ہمیشہ ایک فرضی معبود کی عبادت کی خاطر بولا جاتا ہے۔ مثلاً آپ کو روزمرہ کی

باتیں کرتے ہوئے کوئی ایسی بات بیان کرنا ہو جس سے آپ اپنے کسی جرم پر پردہ ڈالنا چاہئیں وہ خواہ شہادت کے دوران ہو یا بغیر شہادت کے ہو تو اس وقت آپ جھوٹ کا سہارا لے کر حقیقت سے دنیا کی نظر پھیر دیتے ہیں۔ یعنی جب اپنی نظر حقیقت سے پھیرتے ہیں تو دنیا کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ایک مقصد حاصل کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت اس سے تمام خوبیاں، تمام نیکیاں، تمام اچھی باتیں حاصل کرنے کی خاطر کی جاتی ہیں وہ لوگ جن کی زندگیوں سے خدا نکل چکا ہو وہ یہی کام جھوٹ سے لیتے ہیں اور ہر مقصد کو جھوٹ کے ذریعے سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ کا کاروبار اتنا چل پڑتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو جاتا ہے۔ سیاست جھوٹی ہو جاتی ہے، تجارت جھوٹی ہو جاتی ہے، میاں بیوی کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں، زندگی محض ایک دکھاوا بن کے رہ جاتی ہے اور اس ساری زندگی میں انسان جھوٹ کی عبادت کرتے کرتے دم توڑ دیتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ میں ایک مشرک کے طور پر اپنے خدا کے حضور حاضر ہونے والا ہوں۔

وہ جھوٹ جو فائدہ نہ دے وہ بولا ہی نہیں جاتا۔ یہ بنیادی حقیقت ہے جسے آپ یاد رکھیں اور روزانہ جتنی مرتبہ آپ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اتنی مرتبہ ہی آپ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پس ہر انسان کی توحید کا معیار اس کے جھوٹ اور سچ سے پہچانا جائے گا۔ ہاں اس میں ایک استثناء بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگوں کو جب جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر وہ عادت ان کو روز مرہ ایسے جھوٹ بولنے پر بھی مجبور کرتی ہے جس کا کوئی واضح مقصد پیش نظر نہیں ہوتا اس لئے آپ اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بامقصد جھوٹ کی عبادت کی گئی ہے۔ جیسے نیک لوگ بھی جب نمازوں کے عادی ہو جاتے ہیں تو بعض دفعہ یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں۔ بے خیالی میں بھی نماز تو پڑھتے ہیں کہ وہ عادت ہے۔ لیکن بسا اوقات بالا رادہ نماز پڑھی جاتی ہے اور جو بالا رادہ نماز ہو وہ سچی عبادت ہے۔ جو عادت کی نماز ہو وہ فرض تو پورا کر دیتی ہے مگر حقیقت میں عبادت کی روح نہیں رکھتی۔ پس منفی طور پر جھوٹ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ کبھی تو یہ مخلصانہ غیر اللہ کی عبادت کی روح نہیں رکھتی۔ پس منفی طور پر جھوٹ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ کبھی تو یہ مخلصانہ غیر اللہ کی عبادت بن جاتا ہے۔ کبھی یہ روز مرہ کی عام عادت بن جاتا ہے جس میں وہ عبادت کا مفہوم کم رہ جاتا ہے اور عادت کا مفہوم زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون سے متعلق فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں تمہاری قسموں سے متعلق پکڑے گا مگر لغو قسموں کو نظر انداز فرما دے گا۔ جو لغو قسمیں ہیں یعنی جھوٹی، بے ہودہ قسمیں ان پر خدا تمہاری پکڑ نہیں کرے گا۔ یہ بھی اس کا احسان ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ قسمیں عادتاً کھائی گئی ہیں۔ یعنی جو جھوٹ بولا جا رہا ہے یہ عادتاً بولا جا رہا ہے اس میں حقیقت کچھ نہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے عادتاً جھوٹ بولنے کو بھی ایک نہایت ہی خطرناک بات قرار دیا ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے سے ہی عادت بنتی ہے اور جب عادت بنتی ہے تو ایسے انسان کو یہ عادت لازماً جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے تمہیں سچ بولنا چاہئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے یعنی یاد رکھیں سچ بولتا ہے کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے کے بعد فرمایا یہاں تک کہ وہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ پس اس میں ہمارے لئے ایک بہت ہی بڑی خوشخبری ہے کہ اگر ہم فوری طور پر اپنے آپ کو جھوٹ سے کلیتہ پاک نہ بھی کر سکیں۔ اگر خدا کی خاطر دل میں ارادہ باندھیں اور مسلسل توجہ کے ساتھ محنت کرتے چلے جائیں اور جھوٹ سے چھٹکارے کی کوشش اور سچ بولنے کی عادت کو اپنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اس حالت

میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا وقت آتا ہے کہ وہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے یعنی بہت سچا ہو جاتا ہے اور یہ محنت ضائع نہیں جاتی۔ اس کے برعکس فرمایا اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب' باب قول اللہ تعالیٰ اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین)

پس اگرچہ جھوٹ کا عادی انسان بعض دفعہ بے خیالی میں بھی جھوٹ بولتا ہے مگر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ عادت ایک لمبے عرصے کی بدیوں کی وجہ سے پختہ ہوئی ہے۔ اس کا مزاج بن گیا ہے اور ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کذاب لکھ دیتا ہے یعنی انتہائی جھوٹ بولنے والا اور کذاب کیلئے جہنم مقدر ہے وہ جنت کا منہ نہیں دیکھے گا۔

پس "لا یشھدون الزور" میں جو شہادت بیان فرمائی گئی وہ درحقیقت اسی غرض سے ہے کہ اگر آپ جھوٹ کا مونہہ نہیں دیکھیں گے تو آپ جہنم کا مونہہ بھی نہیں دیکھیں گے اگر آپ جھوٹ کا مونہہ دیکھیں گے تو جنت کا مونہہ نہیں دیکھیں گے۔ یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ اس کے باوجود ہم جھوٹ سے بہت بے پرواہ ہیں اور بسا اوقات ایک کام کرنے سے پہلے ہی جھوٹ کا ارادہ باندھ کر گھر سے چلتے ہیں۔ کوئی تجارت ہو یا کوئی معاہدہ کرنا ہو یا کسی ملک میں داخل ہونا ہو' پاسپورٹ کا ناجائز استعمال کرنا ہو یا کوئی اور غرض پیش نظر ہو بسا اوقات انسان دل میں یہ ارادہ باندھ کر گھر سے نکلتا ہے کہ میں جھوٹ بولوں گا اور مطمئن ہو جاتا ہے کہ اب میرے کام بن جائیں گے کیونکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جھوٹ سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ یہ جو اطمینان قلب ہے جو جھوٹ کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے یہ شرک ہے اور یہ پکی علامت ہے کہ یہ انسان مشرک ہے' بت پرست ہے' اگرچہ اپنا نام اس نے موحد رکھا ہے۔ عبادت کرتا ہے خدا کی بظاہر' سجدے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور' لیکن اس کی ساری فطرت' ساری روح جھوٹ کے حضور جھکی رہتی ہے اور اسی کو سجدے کرتی ہے۔

پس یاد رکھو کہ جھوٹ کوئی معمولی بیماری نہیں۔ یہ ایسی بیماری ہے جو ہر شرک کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہر ناشکری کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس توحید کے منافی ایک ایسا گناہ ہے جو توحید کے ہر پہلو سے اس کی حقیقت کو چاٹ جاتا ہے کچھ بھی باقی نہیں رکھتا اور احسان مندی' احسان کے خیال یا شکر گزاری کے جذبات کو بھی کلیتہ چٹ کر جاتا ہے۔ جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں نہ خدا کے ہوتے ہیں اور ماں باپ کا ذکر خدا کے بعد اس تعلق میں بیان فرمایا گیا ہے اس نسبت سے بیان فرمایا گیا ہے کہ سب سے بڑا رشتہ تخلیق کا رشتہ ہے۔ خدا چونکہ خالق ہے اس لئے سب سے زیادہ اس کا حق ہے اور خدا کے بعد چونکہ ماں باپ تخلیق کے عمل میں بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں تمام رشتوں میں سے سب سے زیادہ تخلیقی عمل میں حصہ لینے والے ماں باپ ہوتے ہیں اس لئے خدا کے بعد اگر کسی کا حق ہے تو ماں باپ کا ہے اور جھوٹ ان دونوں حقوق کو تلف کر دیتا ہے۔ دوستیوں کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ میاں بیوی کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ قومی حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں اور حکومت کی اطاعت' فرمانبرداری اور انصاف کے ساتھ اس سے معاملہ کرنے کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ یہ بھی لوگوں کے نزدیک ایک بہت ہی معمولی بات ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ جھوٹ آپ کی مجالس میں پلتا کیسے ہے؟ آپ کے گھروں میں کس طرح بار بار استعمال ہوتا ہے اور کیوں آپ کی طبیعت پر اس کا برا اثر نہیں پڑتا۔ جب تک یہ احساس بیدار نہیں کریں گے آپ جھوٹ کی بیماری سے شفایاب نہیں ہو سکتے۔

بحوالہ خطبہ جمعہ ۲۴ مئی ۹۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲ جولائی 1996ء

نماز
مختلف اذکار کا مجموعہ

(مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب۔ ربوہ)

پنجوقتہ نماز ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار اس اہم فریضہ کا حکم دیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ نور آیت ۵۷ میں فرمایا وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

پھر سورۃ الماعون آیت ۵ تا ۷ میں وضاحت فرمائی فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۰ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ۰ الَّذِیۡنَ ہُمۡ یُرَآءُوۡنَ اور ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں (اور) جو صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

یعنی ہر مسلمان پر پانچوں نمازوں کی پابندی لازمی ہے۔ نماز کے سلسلہ میں نہ کوئی غفلت ہونی چاہئے اور نہ نمود و تشہیر۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے (دین حق) کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ ان پانچوں میں سے جو رکن اور فرض تسلسل کے ساتھ روزانہ باقاعدگی کے ساتھ ہمارے ذمہ ہے وہ ہے نماز اور نماز بھی حتی الوسع باجماعت۔ اس لئے کہ قرآن کریم کا بار بار یہ حکم ہے "اقیموا الصلوۃ" کہ نماز قائم کرو یعنی جماعت کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کی باقاعدگی سے اللہ تعالیٰ کے حضور باقاعدہ حاضری اور رب قدوس سے ملاقات کا اہتمام پیدا ہوتا ہے۔ نماز وہ ذریعہ ہے جس سے بندے کی عبودیت کا کم از کم پانچ بار ثبوت ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا رابطہ استوار رہتا ہے۔ نماز انسان کے اخلاق اور خیالات کو سنوارتی ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات اور ارشادات سے ان باتوں کی خوب وضاحت ہوتی ہے۔ ایک جگہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:۔

"نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں ہے تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں"۔ (ملفوظات: جلد ۵: صفحہ ۲۵۳۔ ۲۵۴)

پھر فرمایا:۔

"نماز سے بڑھ کر کوئی اور وظیفہ نہیں کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف ہے۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں"۔ (ملفوظات: جلد ۵: صفحہ ۲۳۲۔ ۲۳۳)

نماز کی فرضیت اور تاکید بموجب احادیث نبویؐ

(الف) بخاری شریف میں معراج کے متعلق ایک طویل حدیث بیان ہوئی ہے۔ اس کا جو حصہ نماز سے متعلق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریمؐ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب حضورؐ واپس لوٹ رہے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر حضورؐ نے پچاس نمازوں کی فرضیت کے بارے میں بتایا۔ اس پر حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپؐ اپنے پروردگار سے ان میں کمی کروایئے کیونکہ یہ آپ کی امت کے لئے بہت زیادہ ہیں۔ حضورؐ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نمازوں کا ایک حصہ معاف کر دیا گیا۔ پھر جب حضورؐ واپسی پر حضرت موسیٰ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے مزید تخفیف کروانے کے لئے کہا۔ حضورؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر بار بار جناب الٰہی میں حاضر ہوئے اور آخر پانچ نمازیں فرض رہ گئیں۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مزید تخفیف کروانے کے لئے کہا تو حضرت سرور کائناتؐ نے فرمایا کہ اب میں مزید کمی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض نہیں کروں گا کیونکہ مجھے شرم آتی ہے (یعنی کیا میری امت اتنی ہی گئی گزری ہے کہ وہ دن میں پچاس کی بجائے پانچ نمازیں بھی ادا نہیں کرے گی جب کہ ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر رکھا گیا ہے)۔ (بخاری کتاب الصلوۃ: حدیث نمبر۱)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ مسلمان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ جن میں کسی قسم کی کمی یا تساہل جائز نہیں۔

(ب) حضرت امام غزالی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کیمیائے سعادت" میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:۔

"نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے اپنا دین کھو دیا"

لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ دین میں افضل ترین عمل کیا ہے تو جواب فرمایا کہ وقت پر نماز ادا کرنا۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔

("کیمیائے سعادت" باب الصلوۃ: صفحہ ۱۶۴)

(ج) نماز مسلمان کی پہچان ہے اور مسلمان ہونے کا ایسا قوی اور حتمی ثبوت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے اور جسے قول رسولؐ کی سند حاصل ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا:۔

"جو کوئی ہمارے جیسی نماز ادا کرے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے۔ پس تم اللہ کے ذمہ کے بارے میں عہد شکنی نہ کرو"۔

(تجرید البخاری کتاب الصلوۃ: حدیث نمبر۲۹: ناشران ملک دین محمد اینڈ سنز: کشمیری بازار لاہور پاکستان)

اس حدیث مبارکہ سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے وہاں اس بات کی بھی سند مہیا ہے کہ اسلام اور حضرت بانی اسلام کے نزدیک مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

(د) اپنے نوجوان طبقہ کو نماز کی اہمیت اور شوق کا احساس دلانے کے لئے ایک اور حدیث شریف درج کی جاتی ہے جس کو سچے دل سے پڑھنے کے بعد کوئی بھی نماز میں غفلت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق ہی بازپرس کی جائے گی"۔

یہ صحاح ستہ کی حدیث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز اگر نمازوں کا حساب درست نکلا تو آگے دوسرے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ لیکن اگر شروع میں ہی نمازوں کے حساب

میں ناکامی ہوئی تو ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ تمہارے باقی اعمال کا حساب کیا لینا تم تو پہلی منزل پر ہی فیل ہو گئے ہو۔

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد کوئی عقلمند نماز میں سستی نہیں کر سکتا۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ بات دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں سمو لینی چاہئے کہ کسی طور پر بھی پنجوقتہ نماز میں کوئی چھوٹ نہیں ہے۔ ہاں بیماری اور مجبوری کی وجہ سے نمازیں جمع تو ہو سکتی ہیں۔ سفر میں قصر بھی کی جاسکتی ہیں لیکن پانچ نمازیں ہم سب پر روزانہ پڑھنی فرض ہیں۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ اور آئمہ جماعت کے ارشادات

(الف) حضرت اقدس کشتی نوح میں فرماتے ہیں:۔

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ (کشتی نوح: صفحہ ۱۳)

(ب) پھر فرمایا:۔

"نماز چیز کیا ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود شریف کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے...... نماز آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا؟ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولا کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے"۔ (کشتی نوح: صفحہ ۳۵)

(ج) حضرت اقدس شرائط بیعت میں سے شرط نمبر ۳ کو اس طرح شروع فرماتے ہیں:۔

"یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ؐ کے ادا کرتا رہے گا"۔

(د) حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے"۔

(ملفوظات: جلد ہفتم: صفحہ ۳۷۸)

(ر) حضرت خلیفہ المسیح الاول حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں:۔

"نماز مومن کا معراج ہے۔ تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ کبھی اس میں غفلت نہ کرو"۔

(بحوالہ الفضل ۹ مئی ۱۹۹۰ء: صفحہ ۷: کالم نمبر ۱)

(ز) حضرت مصلح موعود اپنی تقریر "ذکر الٰہی" میں فرماتے ہیں:۔

"اب میں نماز کے متعلق بتاتا ہوں۔ یہ سب سے ضروری ہے اور اہم ذکر ہے۔ کیونکہ اس میں کبھی انسان کھڑا ہو کر ذکر کرتا ہے اور کبھی رکوع میں۔ کبھی سجدہ میں، کبھی بیٹھ کر۔ پھر نماز میں قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کے علاوہ اور اذکار بھی کرتا ہے۔ پس نماز سب ذکروں کی جامع ہے"۔

("تقاریر محمود" ذکر الٰہی: صفحہ ۲۳)

پھر حضرت فضل عمر کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جب کوئی احمدی نماز چھوڑتا ہے تو وہ اسی وقت جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔

(س) ہمارے موجودہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء کے ایک حصہ کا خلاصہ...!:۔

"عبادت الٰہی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جس میں سب سے پہلی چیز قیام صلوۃ ہے۔ جس میں ابھی کئی قسم کے خلاء پائے جاتے ہیں۔ ہر فرد جماعت پانچ وقت نماز کا عادی ہو اور باترجمہ نماز اس کو آتی ہو اور سوچ سمجھ کر نماز ادا کرے"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ: سالانہ نمبر۱۹۸۹ء: صفحہ نمبر۱۰)

حضور ایدہ اللہ الودود نے نماز سے متعلق ایک خطبہ جمعہ میں نماز کی اہمیت اور تلقین کو واضح کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:۔

میں اس کے بیان سے کبھی تھک نہیں سکتا"۔

نماز جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"نماز کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے ذاتی شغف اور ذاتی سرور کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ" یعنی نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(چالیس جواہر پارے: صفحہ ۱۸۔۱۹)

سیرت اور تاریخ کی کتب کے مطابق آنحضرت ﷺ کا وصال بروز پیر بعد ادائیگی صلوۃ الفجر بوقت چاشت ہوا تھا۔ چاشت کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سورج کے کچھ بلند ہونے سے لے کر ظہر سے قبل تک رہتا ہے۔ حضور کے چند آخری لحات کس شوق اور آرزو میں گزرے۔ اس سلسلہ میں حضور کے شمائل اور خصائل پر مبنی کتاب "شمائل ترمذی" مؤلفہ امام المحدثین حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذی (مؤلف جامع ترمذی) سے دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں:۔

"سالم بن عبیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو مرض الوفات میں بار بار غشی ہوتی تھی اور جب افاقہ ہوتا تو زبان سے یہ نکلتا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے یا نہیں؟ اور نماز کا وقت ہو جانے کا حال معلوم ہونے پر چونکہ مسجد تک تشریف لے جانے کی طاقت نہ تھی اس لئے ارشاد عالی ہوتا کہ بلالؓ سے کہو کہ نماز کی تیاری کریں اور صدیق اکبرؓ نماز پڑھائیں"۔

(شمائل ترمذی: باب وفات رسول: حدیث نمبر۲)

اسی کتاب کی حدیث نمبر۱ میں درج ہے:۔

"حضور اکرم کا آخری دیدار نصیب ہوا۔ وہ وہ وقت تھا جب کہ حضور اکرم نے مرض الوفات میں دوشنبہ کے روز صبح کی نماز کے وقت دولت کدہ کا پردہ اٹھایا کہ امتیوں کی آخری نماز کا آخری معائنہ فرمالیں۔ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک صفائی اور انوار اور چمک میں گویا مصحف شریف کا ایک پاک صاف ورق تھا۔ لوگ اس وقت صدیق اکبرؓ کی اقتداء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے........ اور اسی دن (حضور کا) وصال ہوگیا"۔

(شمائل ترمذی مترجم: صفحہ ۴۱۹: ناشر مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار لاہور)

یعنی حضرت سرور کائنات نے جو آخری کام اپنی امت کے لئے کیا وہ صحابہؓ کی نماز کا معائنہ اور اس پر بے پناہ اظہار اطمینان و مسرت تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا۔ حضور کے سچے عشاق اور امتیوں میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ انہیں بموجب حکم خدا اور رسول نماز سے سچی لگن اور محبت تھی اور ان کا خاتمہ بھی نماز پر ہوا (بوقت چاشت قبل از ظہر)۔ چنانچہ اپنی تاریخی کتاب "سلسلہ احمدیہ" میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے سفر لاہور کے دوران آخری لحات میں:۔

"صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت جب کہ خاکسار مؤلف بھی پاس کھڑا تھا نحیف آواز میں دریافت فرمایا "کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟" ایک خادم نے عرض کیا ہاں حضور ہوگیا ہے۔ اس پر آپ نے بسترے کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی مگر اسی دوران میں بے ہوشی کی حالت ہوگئی۔ جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا "کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے"۔ عرض کیا گیا کہ ہاں حضور ہوگیا ہے۔ پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی۔ مگر جب کبھی ہوش آتا وہی الفاظ "اللہ میرے پیارے اللہ" سنائی دیتے تھے اور ضعف لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا...... پھر آخر ساڑھے دس بجے کے قریب.... آپ کی روح

قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے ابدی آقا اور محبوب کی خدمت میں پہنچ گئی"۔ (سلسلہ احمدیہ: صفحہ ۱۸۳۔۱۸۴)

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب، جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں "کلمہ اللہ" قرار دیا، کے متعلق ماہنامہ "انصار اللہ" نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ء میں حضرت چوہدری صاحب کے داماد اور امیر جماعت لاہور محترم حمید نصر اللہ خان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا۔ آپ محترم چوہدری صاحب کی نمازوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اپنی ساری بیماری کے دوران جب تک اللہ تعالیٰ نے ہوش میں رکھا تمام کی تمام نمازیں باقاعدگی کے ساتھ بروقت، باجماعت ادا کیں..... علالت اور دوائی دونوں کبھی نماز کی ادائیگی میں حارج نہ ہو سکیں"۔

(ماہنامہ انصار اللہ: نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ء: صفحہ ۱۴۲۔۱۴۳)

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۴ پر تحریر ہے:۔

"۱۹۸۵ء یکم ستمبر: آپ ایک کامیاب زندگی گزار کر قریباً ساڑھے بانوے سال کی عمر میں صبح پونے نو بجے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گئے"۔

روزنامہ "جنگ" مؤرخہ ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء نے صفحہ اول پر حضرت چوہدری صاحب کی وفات کی خبر دیتے ہوئے ایک سرخی یہ بھی لگائی:۔

"انہیں جب بھی ہوش آیا انہوں نے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا"۔

اللہ تعالیٰ نماز کو ہم سب چھوٹوں اور بڑوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر نماز پر ہو۔ (آمین یارب العالمین)

❋❋❋❋

عطیہ خون خدمت بھی عبادت بھی

اعلان

نئے سیزن میں سوئمنگ پول ربوہ کا آغاز خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۵ اپریل ۹۷ء ہو چکا ہے۔ خدام کیلئے دو شفٹوں کا انتظام ہے۔ جون ۹۷ء میں اوقات حسب ذیل ہونگے۔ صبح ۵:۱۵ تا ۶:۰۰ شام ۵:۳۰ تا ۶:۱۵ بہترین سہولت کے باوجود خدام کی تعداد بہت کم ہے۔ سوئمنگ ایک اچھی ورزش کے ساتھ ساتھ ایک بہتر تفریح بھی ہے۔ خدام کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

زعماء حلقہ جات سے درخواست ہے کہ خدام کو اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کریں اور پول کی حاضری میں اضافہ کریں۔

ممبر شپ فارم، دفتر سوئمنگ پول دفتر مقامی اطفال اور معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(انچارج سوئمنگ پول ربوہ)

❋❋❋

مجالس متوجہ ہوں

ہفتہ خدمت خلق یکم تا ۷ جولائی ۱۹۹۷ء منایا جائے گا۔ ابھی سے لائحہ عمل تیار کر لیں۔

مہتمم خدمت خلق

روشن ستارے

خیرُ التَّابِعِیْن

حضرت اویس قرنیؒ

(مکرم مرزا خلیل احمد صاحب گجرات)

محبت ایک لطیف جذبہ ہے جس میں گم ہونا خود کو ایک موت میں سے گزارنا ہے۔ حضرت اویسؓ بن عامر قرنی رحمہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے ان وارفتگان محبت میں سے تھے کہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان کی تخلیق ہی عشق و محبت کے خمیر سے ہوئی تھی۔ آپ نادیدہ جمال نبویؐ کے پروانوں میں سے تھے شاعر کہتا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یہی حال حضرت اویسؓ کا تھا۔ تھے تو یمن کے مگر آپ کی محبت کی لہریں حجاز تک رواں دواں تھیں۔ آفتاب مدینے میں جلوہ گر تھا۔ لیکن اس کی گرمی سے یہ محب مست و بیخود تھا۔ اسی عاشق کی سیرت کے بعض پہلو پیش ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اویسؓ قرنی کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"اور اویس قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت اور امامت کے سامنے آنا بھی سوئے ادب خیال کیا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارہا یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اَجِدُ رِیحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ یعنی مجھے یمن کی طرف سے خدائے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اویس میں خدا کا نور اترا تھا"۔

(ضرورۃ الامام صفحہ ۴: روحانی خزائن: جلد ۱۳: صفحہ ۴۷۷)

نام و نسب

آپ کا وطن یمن اور نسباً قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے۔ بارگاہ رسالت سے غائبانہ "خیر التابعین" کا لقب پایا۔ نسب نامہ یوں تھا۔ اویسؓ بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن دودمان بن ناجیہ بن مراد بن مالک بن اوامراوی مذحجی

(سیر الصحابہ جلد نمبر ۱۳: حصہ نمبر ۸: زیر عنوان خیر التعابعین حضرت اویسؓ بن عامر قرنی: مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا: زیر باب حضرت علی اور ان کا عہد: زیر عنوان اویسؓ قرنی)

وجہ فضیلت

ان کی وجہ فضیلت آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد ہے جو آپ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا چنانچہ بروایت حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"خیر التابعین' مراد قبیلہ کا ایک شخص ہے جس کا نام اویسؓ ہے وہ تمہارے پاس یمن کی امداد میں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں لیکن مٹ چکے ہیں سوائے ایک درہم کے برابر نشان

کے۔ اس کی والدہ زندہ ہے۔ جن کی وہ خدمت کرتا ہے۔ پس جب تم اس سے ملو تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے"۔

(صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب فضائل اویس ؒ قرنی: جلد نمبر۲: صفحہ ۳۱۱)

مندرجہ بالا ارشاد سے فضیلت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ارشاد ہو رہا ہے کہ اس سے کہو تمہارے لئے استغفار کرے۔ بعد میں حضرت عمرؓ کی حضرت اویس ؒ قرنی سے ملاقات بھی ہوئی ان سے استغفار کرنے کا کہا بھی۔ انہوں نے استغفار کیا۔

زہد و تعبد

حضرت عمرؓ نے ملاقات کے بعد دریافت فرمایا اب کس طرف کا ارادہ ہے تو حضرت اویس ؒ نے جواب دیا کہ کوفہ کا۔ آپ نے فرمایا میں آپ کے متعلق کوفہ کے عامل کو ہدایات لکھے دیتا ہوں تو حضرت اویس ؒ نے جواباً کہا اس کی ضرورت نہیں مجھے عوام کے زمرہ میں رہنا پسند نہیں۔

حضرت اویس ؒ کے کوفہ جانے کے اگلے سال ایک معزز شخص حج کرنے آیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے حضرت اویس ؒ کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے بتایا کہ وہ نہایت تنگدستی میں ہیں۔ ایک بوسیدہ سے جھونپڑے میں رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو آنحضرت ﷺ کا اویس ؒ کے بارے میں ارشاد سنایا تو وہ بھی واپس جا کر استغفار کرنے کا طالب ہوا۔ حضرت اویس رحمہ اللہ نے فرمایا تم مقدس سفر سے ابھی لوٹے ہی ہو اس لئے تم میرے لئے استغفار کرو۔ پھر پوچھا کیا حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے مثبت جواب دینے پر گفتگو کے آخر پر ان کے لئے استغفار کیا۔ ان روایات سے حضرت اویس ؒ کا زہد و تعبد واضح ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب فضائل اویس ؒ قرنی)

آپ نے راہ سلوک میں بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ ساری ساری رات پلک سے پلک نہ ملتی تھی.....

(سیر الصحابہ جلد نمبر۱۳: صفحہ ۵۵)

یہ حقیقت ہے کہ تصوف سے شغف رکھنے والے بزرگوں نے بڑے بڑے مجاہدات کئے ہیں اگر مبالغہ آرائی سمجھا جائے پھر بھی ان اقوال سے ان بزرگوں کی عبادت اور زہد پر روشنی ضرور پڑتی ہے۔

لباس

حضرت اویس ؒ کے لباس میں ایک صوف کی چادر اور ایک صوف کا ازار ہوا کرتا تھا۔ پیٹ میں کھانے اور بدن کے کپڑوں کے سوا کچھ بھی پاس نہ رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے اے خدا میں تجھ سے بھوکے جگر اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں۔ لباس جو میرے جسم پر ہے اور غذا جو میرے پیٹ میں ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔

(مستدرک حاکم جزالثالث: صفحہ ۴۰۴)

ایک اور ملاقات

ہرم بن حیان العبدی اور حضرت قرنی کی پر تاثیر ملاقات کا پورا واقعہ راوی ہرم بن حیان خود یوں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

"میں حضرت اویس ؒ کی زیارت کرنے کی خواہش کر کے کوفہ گیا اور تلاش کرتے کرتے دریائے فرات کے کنارے پہنچا۔ وہاں ایک شخص دکھائی دیا جو تنہا تھا وضو کر رہا تھا اور کپڑے دھو رہا تھا۔ میں نے ان کے متعلق سن رکھا تھا اس لئے پہچان گیا۔ وہ فربہ جسم اور گندمی رنگ والے تھے۔ بدن پر بال زیادہ تھے سر منڈا ہوا، داڑھی گھنی تھی۔ ایک صوف کا ازار اور ایک صوف کی چادر تھی۔

قریب پہنچ کر میں نے سلام کیا۔ مصافحہ کرنے کو ہاتھ بڑھایا تو انکار کر دیا۔ پھر کہا خدا تمہیں زندہ رکھے۔ میں نے عرض کی اویس ؒ تیرا کیا حال ہے۔ محبت کے باعث ظاہری حالت سے آنسو چھلک پڑے۔

مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رو دیئے اور فرمایا میرے بھائی خدا تم پر رحم کرے۔ ہرم بن حیان تم کیسے ہو؟ میرا پتہ کس نے تم کو بتایا۔ میں نے عرض کی خدا نے۔ اس پر فرمایا لا الہ الا اللہ سبحان ربنا ان کان وعد ربنا مفعولا حین سمانی ہرم کا کہنا ہے کہ ہم نے پہلے کبھی ایک دوسرے کو نہ دیکھا تھا۔ میں نے پوچھا آپ کو میرا نام کس نے بتایا۔ فرمایا علیم خبیر خدا نے۔ میں نے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنایئے۔ آپ سے سن کر میں یاد کرلوں۔ فرمایا میں نے رسول کریم ﷺ کو پایا نہ ان کی صحبت سے بہرہ ور ہوا۔ ہاں آپ کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی آنحضرت ﷺ کی احادیث پہنچی ہیں۔ لیکن میں کوئی محدث، مفتی یا قاضی نہیں بننا چاہتا۔

ہرم بن حیان نے عرض کی پھر قرآن کی کچھ آیات سنا دیں مجھے آپ سے قرآن سننے کا شوق ہے مجھے خدا کے لئے آپ سے محبت ہے۔ مجھے وصیت کریں اور دعا بھی کریں تاکہ ان باتوں کو میں یاد رکھوں۔ یہ سن کر میرا ہاتھ پکڑا اور اعوذ باللہ العلیم من الشیطان الرجیم پڑھنے کے بعد چیخ ماری، رونے لگے پھر فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے۔ سب سے زیادہ حق اس کا قول ہے۔ سب سے اچھا کلام اسی کا ہے۔ اس کے بعد ما خلقنا السموات والارض سے لیکر ھو العزیز الرحیم تک پڑھا۔ پھر چیخ مار کر خاموش ہو گئے۔ میں نے سمجھا غشی طاری ہو گئی ہے۔ پھر فرمایا۔ ہرم ابن حیان مرگئے۔ تم نے بھی عنقریب مرنا ہے۔ ابوحیان مرچکے ان کیلئے یا جنت ہے یا دوزخ۔ اے ابن حیان آدم و حوا مرگئے۔ اے ابن حیان نوح و ابراہیم مرگئے۔ اے ابن حیان موسیٰ علیہ السلام، داؤد اور محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا گئے۔ ابوبکر خلیفہ المسلمین فوت ہو گئے اور عمر میرا بھائی بھی فوت ہو گیا۔ اس پر میں نے عرض کی ابھی تو عمرؓ زندہ ہیں۔ فرمایا جو میں نے کہا اس کو سمجھ لو تو جان لوگے کہ تمہارا اور میرا حشر بھی مردوں میں ہی ہے۔ اس کے بعد رسول ﷺ پر درود و سلام پڑھا پھر فرمایا۔ ہرم بن حیان۔ کتاب اللہ صلحائے امت سے ملاقات کرنا اور درود علی النبی ﷺ میری وصیت ہے۔ میں نے اپنی موت کی خبر دی اور تمہاری موت کی خبر دی۔ آئندہ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہ ہونا۔ واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانا اور ہم مذہبوں کو نصیحت کرنا۔ خبردار جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے تمہارا دین چھوٹ جائے اور قیامت والے دن نذر آتش ہو جائے۔ پھر کہا۔ اے خدایا اس شخص کا گمان ہے کہ یہ تیرے لئے مجھ سے محبت کرتا ہے اور تیرے لئے اس نے مجھ سے ملاقات کی ہے۔ اس لئے اے خدایا۔ جنت میں اس کا چہرہ مجھے پہنچوانا اور اپنے گھر دارالسلام میں مجھے اس سے ملانا۔ دنیا میں جہاں بھی یہ رہے اسے اپنی حفظ و امان میں رکھنا۔...... اپنی عطاؤں پر اس کو شکر کرنے والوں میں سے بنانا اور جزائے خیر دینا۔ یہ دعائیں دے کر مجھے فرمایا ہرم بن حیان اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اچھا سلام علیک ورحمۃ اللہ۔ اس کے بعد میں نے حضرت اویسؒ کو کبھی نہیں دیکھا سوائے خواب کے"۔

(المستدرک: جلد نمبر ۳: صفحہ ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹: باب مناقب اویسؒ بن عامر قرنی)

وفات

حضرت اویسؒ کی وفات کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے روایات یوں ملتی ہیں۔

۱۔ آذر بائیجان کے معرکے سے لوٹتے ہوئے (۲۰ تا ۲۲ھ) راستے میں اچانک بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے۔

۲۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے حصہ لیا اور تقریباً چالیس زخم کھا کر شہید ہوئے۔ یہ روایت زیادہ ملتی ہے۔

۳۔ مکہ میں انتقال کیا۔

۴۔ وفات ۳۷ھ بمطابق ۶۵۷ء میں ہوئی۔

بی ٹا یو پی وی سی پریشر پائپ و کنڈیوٹس
APPROVED BY M.E.S
BETA PIPES
گورنمنٹ سے منظور شدہ
بی ٹا۔ پی وی سی پائپ محکمہ پبلک ہیلتھ۔ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ادارہ ہائے ترقیات ایم ای ایس نیس پاک و پیڑولیم اور اصلاح آبپاشی۔ واٹر سپلائی ٹیوب ویل۔ الیکٹرک کیبلز ڈیگنگ انڈسٹریل کیمیکلز لائینز کے لئے
ہمیشہ بی ٹا پر اعتماد و اصرار کریں
جو اپنی پائیداری بین الاقوامی اور پی ایس آئی کی تشریحات کے عین مطابق جدید ترین خودکار پلانٹ پر تیار ہوتے ہیں۔
BETA PIPES
SIGN OF QUALITY
تسفیع سنز انجینئرنگ پرائیویٹ لمیٹڈ
151۔ بنک اسکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون ہیڈ آفس 5880151
فون پی بی ایکس 5880090- 5833353
ایکسٹینشن: 25
فون موبائل 0342-354531
فیکس 5834907
فیکٹری فون 5270898

(مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب سابق مدیر الفضل)

کلہاڑے سے پھاڑی ہوئی چھپٹیوں والی لکڑی، پھٹا ہوا بوسیدہ بانس، جنگل کی لمبی سوکھی گھاس، سرکنڈے کا کرخت چھلکا، مونج کا بٹا ہوا کھردرا بان، ناریل کی جھاڑو کے تیلیے تنکے، یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک غضب ڈھانے پر اتر آئے تو انسان کچھ کم مبتلائے عذاب نہیں ہوتا۔ ان سب اشیاء میں سے کسی ایک کے باریک ریشے کا بمشکل نظر آنے والا انتہائی مہین سراپا ذرہ بے مقدار کی مانند بے حیثیت حصہ ہی انسان کو تگنی کا ناچ نچانے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر انہی چیزوں کے باریک ریشے کا مہین سراپا حصہ پھانس کا روپ دھار کر انسان کے ہاتھ پاؤں یا جسم کے کسی حصہ میں گھس جائے اور ایک ہی ہلہ میں گوشت تک پہنچ کر اس میں پیوست ہو جائے تو ریشے کا وہ بے حیثیت سا حصہ اس انسان کو جان سے عاجز کر چھوڑتا ہے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ننھی سی پھانس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن وہ اپنی بساط سے کہیں بڑھ کر انسان کو اذیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔

گوشت میں چپکے سے پیوست ہو جانے والی پھانس جب تک باہر نہ نکالی جائے انسان حال سے بے حال ہی رہتا ہے۔ کوئی کوئی پھانس تو ایسی ظالم ہوتی ہے کہ سمندروں کی تہہ اور زمین کی پاتال کے راز معلوم کرنے والا، فضائی کرے کے پچھواڑے خلاؤں میں مٹر گشت کرنے والا اور چرخ نیلی فام سے بھی پرے ستاروں پر کمندیں ڈالنے والا انسان اس بے حیثیت پھانس کی مخفی کارستانی کے آگے بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اور بے بسی کے عالم میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا ہے۔ اس بے کل کو اس وقت تک کل نہیں پڑتی جب تک کہ وہ ظالم پھانس باہر نہیں آجاتی۔ پھانس کے نکلنے کی دیر ہوتی ہے کہ انسان کی بے قراری کو قرار آجاتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے کسی بے جان میں جان آگئی ہو۔

شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو جس کے کبھی پھانس نہ چبھی ہو اور وہ اس کی اذیت سے دوچار نہ ہوا ہو۔ ایک دفعہ خود میرے ساتھ ایسا ہوا کہ میرے دائیں ہاتھ کی سرے کی انگلی یعنی انگشت شہادت میں پھانس چبھ گئی اور وہ تھی بھی بہت ہی ظالم قسم کی پھانس اور وہ چبھی بھی ایسی کہ ذرا گہرائی میں اتر کر وہیں کہیں غائب ہو گئی اور لگی اندر ہی اندر چٹکنے مٹکنے یعنی کھٹک کھٹک کر مجھے چھاج کی طرح پھٹکنے۔ اس نے اندر ہی اندر وہ قیامت ڈھائی کہ میں دہائی دہائی پکار اٹھا۔ ظالم وقفے وقفے سے کھٹک کھٹک کر تڑپائے جا رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اکیلے بائیں ہاتھ سے کام لے کر دائیں ہاتھ کی انگلی میں سے اسے نکالوں کیسے۔ ویسے پھانس کو نکالنا کسی کیلئے بھی بائیں ہاتھ کا کھیل نہیں ہوتا۔ آفت کا پرکالا قسم کی یہ قتالہ نکلتی ہے تلاش بسیار اور اکھاڑ پچھاڑ والی تگ و دو کے بعد۔ آخر ایک صاحب کو میرے حال پر رحم آیا۔ انہوں نے سوئی کی نوک سے انگلی کی کھال کے بالائی حصہ کو گودنا شروع کیا اور پھر کھال کو ادھر ادھر سے کرید کرید کر اسے چھلنی کر ڈالا اور بالآخر چھلنی کے انہی سوراخوں میں سے اندر پھنسی ہوئی پھانس کا سرا ڈھونڈ نکالا۔ آدمی بہت سمجھ دار اور ہوشیار تھے انہوں نے پھانس کے باریک سے سرے کو کمال چابکدستی سے ایک بہت ہی باریک و نفیس موچنے کی گرفت میں لے کر پوری پھانس کو باہر کھینچ لیا۔ پھانس کے باہر آنے کی دیر تھی یوں محسوس ہوا کہ میں پھانسی کے تختہ سے نیچے اتر آیا۔ "پھانس اور پھانسی" میں فرق بھی تو برائے نام ہی ہے۔ بہر حال پھانس نکلنے سے نکلتا ہوا دم واپس پلٹ آیا۔ اس سے پہلے تو تکلیف کی شدت کے زیر اثر ہر سانس دم واپسیں محسوس ہو رہا تھا اور حالت کچھ

ایسی ہی تھی کہ میں مر مر کے جیئے جارہا تھا اور اسی تجربہ میں سے گزر رہا تھا جس میں سے کبھی فانی گزرا تھا۔ یوں تو سبھی فانی ہیں لیکن فانی نام کا شاعر ایک ہی گزرا ہے۔ ظالم مر کر بھی فنا نہیں ہوا اپنے اشعار کے ذریعہ اپنی زندگی کا ثبوت دیئے جارہا ہے۔ ہاں تو میں اسی تجربہ میں سے گزر رہا تھا جس میں سے فانی گزرا تھا اور وہ پکار اٹھا تھا۔

ہر نفس عمر گزشتہ ہے میت فانی
زندگی نام ہے مر مر کے جئے جانے کا

پھانس کے نکلنے (گویا کہ پھانسی کے تختہ سے اترنے' سانس کی آمد و رفت سدھرنے' جان میں جان آنے) اور چین پڑنے پر لیٹے لیٹے مجھے خیال آیا کہ پھانس بھی کیسی ظالم شے ہے۔ انسان کے جسم میں پھنس کر اسے ایسا پھانستی ہے کہ پھانسی کے تختہ پر لٹکا چھوڑتی ہے۔ خود ذرے کی مانند باریک مہین اور بے حیثیت لیکن ایٹم ایسے ذرہ ناچیز کی طرح قیامت برپا کرنے کی صلاحیت سے بھرپور معمور۔ میں پڑا پڑا پھانس کی اذیت ناکیوں کو ذہن میں لالا کر اسے برا بھلا کہہ رہا تھا اور یوں کار بے مصرف کے طور پر دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔ جب بھڑاس دل کی نکل چکی اور ہوش کسی قدر ٹھکانے آئے تو سوچ کا زاویہ بدلنا شروع ہوا اور سوچ کی گاڑی کانٹا بدل کر ایک نئی پٹڑی پر چل نکلی۔ سچ کہا ہے مرزا غالب نے کہ انسان ضعیف البنیان اپنی تمام تر خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود خود اپنی ذات میں محشر خیال ہے۔ خیالات کی بھرمار اور ان کی اونچی پرواز آوارہ بادلوں کی طرح مجھے نہ جانے کہاں سے کہاں لئے پھری۔ بالاخر اس نے مجھے ایک ایسے مقام پر جا پہنچایا جہاں پہنچ کر مجھے احساس ہوا کہ پھانس کوئی ایسی بری چیز نہیں ہے کہ اسے ملامت کا سزاوار ٹھہرایا جائے۔ پھانس کا تو انسان کی زندگی میں عمل و دخل اس قدر زیادہ ہے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ چھٹکارہ ممکن نہیں بلکہ چھٹکارا ضرر اور نقصان کا موجب ہے۔ جس چیز سے اجتناب ضرر اور نقصان کا موجب ہو اس کے کار آمد اور مفید ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ سوچ کے اس نئے انداز اور نئے زاویے نے میرے خیالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا حتیٰ کہ اس بات کا قائل ہونے کے سوا چارہ نہ رہا کہ انسانی زندگی تو سراسر پھانسوں اور ان کی کھٹک کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کسک اور اس کسک کے نہایت خوشگوار اثرات سے عبارت ہے۔ اگر کسک کو جنم دینے والی پھانسوں کی کھٹک نہ ہو تو زندگی بے کیف ہو کر رہ جائے۔ حقیقی کیف پھانسوں کی کھٹک اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کسک کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو کسک اور راحت کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خیالات کی اس نئی رو نے انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ وہی پھانس جس کے نتیجہ میں میرے لئے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا اور میں اسے پانی پی پی کر کوس رہا تھا اب مجھے پیاری لگنے لگی اور میں اس پر سو جان سے نثار ہونے لگا۔ اس وقت بقول آسان دہلوی مرحوم میری وہی حالت ہوئی۔

وفور شوق میں لذت مری آمادگی اس کی
بلائیں بے خودی میں لے رہا ہوں اپنے قاتل کی

میرے خیالات میں یہ انقلاب انگیز تبدیلی یک دم نہیں بلکہ رفتہ رفتہ آئی۔ پہلے تو خیالات کی رو اس طرف مڑی کہ اگر دیکھا جائے تو ایک انسان دوسرے انسان کیلئے ایک پہلو کے اعتبار سے پھانس کی حیثیت رکھتا ہے اور در پردہ اندر ہی اندر دونوں کے درمیان کسی نہ کسی اختلاف کی بناء پر کھٹ پٹ چل رہی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی بھلا مانس خود دوسروں کیلئے پھانس کی حیثیت اختیار نہ بھی کرے تو دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہوتی جو بیٹھے بٹھائے اس بھلے مانس کو پھانس سمجھنے لگتے ہیں اور وہ بے چارہ اپنی کسی ناروا حرکت کے بغیر بلاوجہ ہی ان کی نگاہوں میں کھٹکنے لگتا ہے۔ اب رہا وہ شخص جو اپنی قابل اعتراض حرکتوں کی وجہ سے خود دوسروں کیلئے پھانس کا روپ دھارنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا اس کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے۔ لکڑی' سرکنڈے' بانس اور بان وغیرہ کا باریک ریشہ تو جسے عرف عام میں پھانس کہتے ہیں انسان کی کھال میں گھس کر اور گوشت میں پیوست ہو کر کھٹک پیدا کرتا ہے لیکن پھانس کا روپ دھارنے والا انسان اپنے ہم جنسوں یعنی دوسرے انسانوں کے باطن میں جا گھستا ہے اور ان کے باطن میں کھٹک پیدا کر دکھاتا ہے۔ کبھی تو وہ دوسروں کی آنکھوں میں جا گھستا ہے اور نگاہوں میں کھٹکنے لگتا ہے اور کبھی چور دروازے سے دل میں داخل ہو کر وہاں کھٹک پیدا کر دکھاتا ہے اور کبھی پھانس بن کر کلیجے میں جا اترتا ہے اور وہ قیامت ڈھاتا ہے کہ فنا کر کے بھی مرنے نہیں دیتا۔ پھر انسانوں کے پھانس کا روپ دھارنے کا ایک پہلو بہت ہی عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض انسان دوسروں کیلئے پھانس نہ

بھی بنیں اور اسی طرح نہ دوسرے ان کے لئے پھانس بن کر ان کی نگاہوں یا دل اور کلیجے میں کھٹکیں تو بھی پھانس سے چھٹکارا ان کیلئے ممکن نہیں ہوتا اور کچھ نہیں تو ان کے اپنے جذبات ہی خود ان کے اپنے لئے پھانس کا روپ دھار لیتے ہیں اور ان پر وہی مثل صادق آتی ہے۔ خود کوزہ و کوزہ گرو خود گل کوزہ۔ مثال کے طور پر ارمان جذبات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور ہر کسی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ارمانوں کا کیا ہے بن بلائے مہمانوں کی طرح دل میں گھسے چلے آتے ہیں اور جب تک پورے نہ ہوں نکالے نہیں نکلتے۔ جو ارمان پورے ہو جاتے ہیں ان کی جگہ لینے کو دوسرے آموجود ہوتے ہیں اور انسان کو اپنی تقدیر سے یہی گلہ رہتا ہے کہ میرے ارمان پورے نہیں ہوئے۔ جبھی تو غالب نے کہا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

اب رہے وہ ارمان جو پورے نہیں ہو پاتے وہ یوں تو دل میں دبکے پڑے رہتے ہیں لیکن کم بخت پھانس کا روپ دھار لیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی دل میں کھٹکنے لگتے ہیں اور جب کھٹکتے ہیں تو کسک پیدا کئے بغیر نہیں رہتے اور بعض اوقات ان کی کسک اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان تڑپ تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ یہ پورے نہ ہونے والے ارمان مرتے دم تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور رہ رہ کر کھٹک پیدا کرتے ہی رہتے ہیں۔ داغ دہلوی نے بہت ٹھاٹھ سے عیش میں زندگی بسر کی۔ بچپن قلعہ معلی میں گزرا۔ جوان ہوئے اور بطور شاعر ملک بھر میں شہرت پھیلی تو کسی نہ کسی والی ریاست کے دربار سے منسلک رہے۔ نظام حیدر آباد محبوب علی خان کی نظر کے طفیل آخری عمر میں تو خوب ہی گل چھرے اڑائے۔ اس کے باوجود وہ یہ کہتے ہوئے ہی اس جہان سے رخصت ہوئے۔

مٹ چکی ہے خلش دل مگر اب بھی اے داغ
پھانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی

پھر ارمانوں پر ہی کیا منحصر ہے نیک سرشت انسانوں کیلئے دل میں اٹھنے والا ایک برا جذبہ بھی پھانس کا روپ دھار لیتا ہے اور ضمیر میں کھٹک پیدا کر کے انہیں چوکنا کر دیتا ہے۔ یہ کھٹک ہی انہیں برائیوں کے ارتکاب سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ اسی لئے برائی کی ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ برائی اس فعل کو کہتے ہیں جو ارتکاب سے قبل ضمیر میں پھانس کی طرح کھٹکے۔ یہ اس پھانس کی کھٹک ہی ہوتی ہے جو باطنی واعظ کا کردار ادا کر کے نیک سرشت انسانوں کو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچاتی ہے اور بڑھ چڑھ کر نیکیاں بجالانے کی ترغیب دلاتی ہے۔

پھانس کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے میرے خیالات کی رو نے یکایک ایک نیا رخ اختیار کیا اور میں بالکل ایک نئے میدان میں خیالی گھوڑے دوڑانے لگا۔ ذہن میں بات یہ آئی کہ ریشہ کا لفظ پھانس کا روپ دھارتا ہے مذکر ہے لیکن پھانس کا روپ دھارنے کے دوران تبدیلی جنس کا عمل بروئے کار آکر اسے مونث کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے اسی لئے پھانس مونث ہوتی ہے نہ کہ ریشے کی طرح مذکر اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں دوسروں کیلئے پھانس بننے اور ان کے دل میں کسک پیدا کرنے کی خاصیت مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے اردو کا ایک محاورہ یکدم افق ذہن پر نمودار ہوا اور نمودار ہوتے ہی دل و دماغ پر چھا گیا۔ چھا اس لئے گیا کہ محاورے یونہی نہیں بنتے ان میں سے ہر ایک محاورہ کسی نہ کسی حقیقت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس وقت جو محاورہ افق ذہن پر ابھرا یہ تھا۔

ساس کلیجے کی پھانس سدا کھٹکتی رہے
اور نند بجلی بسنت سدا کڑکتی رہے

مجھے خیال آیا یہ محاورہ کئی یا کسی ایک جلم جلی بہو نے دل کی بھڑاس نکالنے کے دوران بنایا ہوگا یا ماحول اور اس کے ناخوشگوار اثرات کے تحت بے ساختہ اس کی زبان پر آگیا ہوگا اور پھر رفتہ رفتہ زبان زد ہو کر عام ہو گیا ہوگا۔ اس بے چاری کی ساس پھانس بن کر اس کے کلیجے میں کھٹکتی رہتی ہوگی۔ محاورہ کسی جلم جلی غصیلی بہو نے بنایا یا کسی ہنس مکھ بہو نے یہ حقیقت کا آئینہ دار۔ ساسیں اور بہوئیں خواہ کتنی ہی صلح کل اور ہنس مکھ طبیعت کی ہوں وہ ہر چند ایک دوسرے کیلئے ماں بیٹیاں نہیں بن سکتیں۔ ساس' ساس ہی رہتی ہے اور پھر بہو تو ہوتی ہی ہے بہو۔ اسی لئے کہ ہر بہو ساس کیلئے اور ہر ساس بہو کیلئے ایک دوسرے کے کلیجے کی پھانس ہوتی ہے اور دونوں ہی ایک دوسرے کے دل میں کھٹکتی رہتی ہیں۔ یہ دوسری بات

ہے کہ اس نوعیت کی بعض بعض پھانسوں کی کھٹک برائے نام ہوتی ہے۔ لیکن ہوتی ضرور ہے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ پھانس بننے اور کھٹک کھٹک کر کسک پیدا کرنے میں کچھ ایسی کشش ہے کہ ہر عورت اس کا چسکا ضرور پورا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر عورت وقت آنے پر پھانس کا روپ دھارے بغیر نہیں رہتی۔ وہی بہو جس کے دل میں ساس پھانس بن کر کھٹکتی ہے جب خود اپنے بیٹے کے جوان ہونے پر بہو بیاہ کر لاتی ہے تو وہ خود بحیثیت ساس اس آنے والی بہو کیلئے پھانس کا روپ ضرور دھارتی ہے اور ادھر آنے والی بہو بھی ساس کیلئے یہی روپ دھارنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی۔ ظاہر کریں یا نہ کریں دونوں ایک دوسرے کے دل میں کھٹکنے لگتی ہیں۔ اس دو طرفہ کھٹک کے نتیجہ میں ہی دونوں میں اندر ہی اندر کتا چھنی چل رہی ہوتی ہے اور اس کتا چھنی میں سے ہی چھن چھن کر میل ملاپ اور صلح جوئی کی صورت بھی نکل رہی ہوتی ہے اور دونوں ہی اس میل ملاپ اور صلح جوئی کا لطف بھی اٹھا رہی ہوتی ہیں۔ داغ نے صحیح تو کہا ہے

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

داغ نے اگرچہ بات جنگ کے بعد ہونے والی صلح کی کی ہے لیکن ساس بہو کے درمیان جو کتا چھلنی چل رہی ہوتی ہے اس کی نوعیت جنگ والی ہرگز نہیں ہوتی۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کتا چھلنی کے پیچھے خدا نخواستہ دشمنی کار فرما ہو۔ ادب قاعدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ مہذبانہ چھیڑ چھاڑ کے رنگ میں ہلکی سی نیش زنی چل رہی ہوتی ہے اور یہ ہلکی سی نیش زنی اپنی اپنی جگہ مزا دے رہی ہوتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ سب کرشمہ سازی ہوتی ہے پھانس کی۔ خرابی صرف اس وقت پیدا ہوتی ہے جب لاگ یا لگاوٹ کی حد پھاندنے کے نتیجہ میں پھانس کی کھٹک بڑھتے بڑھتے سوئی یا بھالے کے گھاؤ کی شکل اختیار کر جائے اور نت کھٹ قسم کی ساس بہوئیں کھٹ پٹ پر اتر آئیں۔ اگر خفیہ چپقلش اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے اور ادب قاعدہ اور لحاظ مد نظر ہو تو نہ صرف یہ کہ پھانس کی کھٹک بری نہیں لگتی بلکہ بھلی لگ رہی ہوتی ہے۔ کیوں نہ بھلی لگے جب کہ میٹھی میٹھی کسک کا بھی اپنا ایک لطف ہوتا ہے۔ جبھی تو شاعروں نے حد سے تجاوز نہ کرنے والی میٹھی میٹھی کسک یا خلش کی شان میں کچھ کم شعر نہیں کہے۔

اور تو اور شاعروں کے سرخیل مرزا غالب کہتے ہیں۔

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

میٹھی میٹھی کسک تو وہ زہر ہے جو بار بار تریاق میں تبدیل ہو کر مار بھی رہا ہوتا ہے اور بار بار زندہ بھی کر رہا ہوتا ہے اور ایسی میٹھی میٹھی کسک کیلئے باتوں کے تیر چلانے یا ہلکے سے نشتر چبھونے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کیلئے تو پھانس کی خاصیت رکھنے والی نگاہ ہی کافی ہوتی ہے اس حقیقت کی طرف اصغر گونڈوی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

جینا بھی آگیا مجھے مرنا بھی آ گیا
پہچاننے لگا ہوں تمہاری نظر کو میں

بار بار مرنے اور بار بار جی اٹھنے میں جو مزا ہے اسے وہی جانتا ہے جو اس تجربہ سے گزرا ہو اور جسے اس کا چسکا پڑ جائے وہ یہ چاہتا ہی نہیں کہ پھانس کی کھٹک، تیر نیم کش کی خلش اور خراش دل پر نمک پاشی کی جلن ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے۔ وہ تو یہی چاہتا ہے کہ وقفہ وقفہ سے یہ سلسلہ چلتا رہے تاکہ بار بار مرنے اور بار بار زندہ ہونے کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

بات ہو رہی تھی ساس بہو کے ایک دوسرے کے لئے پھانس ہونے اور ان پھانسوں کی میٹھی میٹھی کسک کی لیکن بات چلی گئی عاشقوں کے مزاج اور ان کے نرالے رسم و رواج کی طرف۔ بات یہ ہے کہ پھانس کی کھٹک اور اس کی میٹھی میٹھی کسک کا سلسلہ ساس بہو کے تعلقات تک محدود نہیں ہے بلکہ بہت دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر دیکھا جائے روح مسابقت کی حد تک سارے ہی انسان کسی نہ کسی شکل میں اور کسی نہ کسی حد تک ایک دوسرے کے حق میں پھانس کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس نقطہ نگاہ سے کوئی شخص نہیں جو پھانس بننے اور خود پھانس کی اذیت سہنے اور پھر اس اذیت سہنے میں ایک گونہ راحت پانے کے چکر سے آزاد ہو۔ ساس بہو کیلئے، بہو ساس کیلئے ایک سوکن دوسری سوکن کیلئے، سگے سوتیلوں کیلئے، سوتیلے سگوں کیلئے، ایک رقیب دوسرے رقیب کیلئے، حتی کہ رند واعظ کیلئے، واعظ رند کیلئے الغرض یہ سب ایک دوسرے کیلئے پھانس ہی کا تو درجہ رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی نگاہوں یا دل میں کھٹک رہے ہوتے

ہیں۔ ان سب میں تو ظاہر ہے مغائرت یا رقابت کا کوئی نہ کوئی پہلو اپنا اثر دکھا رہا ہوتا ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ جن لوگوں میں بظاہر مغائرت یا رقابت کا کوئی پہلو نہیں ہوتا اور وہ باہم شیر و شکر یعنی ایک نظر آ رہے ہوتے ہیں وہ بھی درپردہ ایک دوسرے کے حق میں پھانس کا روپ دھارنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ وہ اس روپ کو روح مسابقت کے تحت ترقی کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں باہم یگانگت اور موانست کے باوجود ایک شاعر دوسرے شاعر کیلئے' ایک ادیب دوسرے ادیب کیلئے' ایک حسین دوسرے حسین کیلئے' ایک عالم دوسرے عالم کیلئے' ایک واعظ دوسرے واعظ کیلئے' ایک رند دوسرے رند کیلئے حتی کہ ایک سگی بہن دوسری سگی بہن کیلئے اور ایک سگا بھائی دوسرے سگے بھائی کیلئے ساتھ کے ساتھ پھانس کا کردار بھی ادا کر رہا ہوتا ہے اور تحقگی یہ ہے کہ اس پھانس کی کھٹک سے پیدا ہونے والی کسک کا لطف بھی اٹھا رہا ہوتا ہے اس صورت حال پر ایک کہاوت خوب صادق آتی ہے اور وہ کہاوت کچھ اس طرح ہے کہ:۔

"بقولیکہ کوئی کشمش نہیں جس میں تنکا نہ ہو۔ قدرتی طور پر اس میں اٹکا ہوا تنکا کشمش کو خراب ہونے سے دیر تک محفوظ رکھتا ہے۔ کشمش کی طرح ایک تنکا بصورت پھانس ہر شخص کے باطن میں ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اگر اس پھانس کی کھٹک اپنی حد سے تجاوز نہ کرے تو یہ کھٹک اپنی ذات میں ایک خوبی کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ یہ کھٹک ہی تو ہے جس سے روح مسابقت کو بالیدگی ملتی ہے اور ترقیات کی راہیں روشن ہوتی ہیں۔ الغرض اگر گہرائی میں اتر کر غور کیا جائے تو انسانی فطرت میں قدرت کی ودیعت کردہ پھانس کی کار فرمائی کے نتیجہ میں سود و زیاں کے پہلو اجاگر ہو کر کسی کو شاد وار کسی کو ناشاد کرنے کا موجب بن رہے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں پہلو باہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں خوشی میں سے غم کا اور غم میں سے خوشی کا پہلو نکل نکل کر زندگی میں تنوع پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ اگر خوشی اور غم کی کیفیتیں پہلو بہ پہلو نہ چلیں اور تنوع کی کیفیت اپنا اثر نہ دکھائے تو زندگی بے کیف ہو کر رہ جائے۔ اسی لئے زندگی کے حقائق پر جن کی نظر ہوتی ہے وہ آلام زمانہ پر کبھی شکوہ سنج نہیں ہوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے پیچھے پیچھے راحتوں اور خوشیوں کا دور دبے پاؤں چلا آ رہا ہے۔ وہ دل میں یہی سوچتے اور کہتے ہیں۔

کیوں شکوہ سنج گردش لیل و نہار ہوں
اک تازہ زندگی ہے ہر اک انقلاب میں

گردش لیل و نہار کے نتیجہ میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اولا پھانسوں سے ہی تو عبارت ہوتی ہیں پھر ان کی کسک سے ہی راحتوں پر مشتمل زندگی جنم لیتی ہے۔ اس طرح موت زندگی کا اور زندگی موت کا روپ دھارتی چلی جاتی ہے۔ اصل لطف مر مر کر جینے میں ہی پنہاں ہوتا ہے۔ اگر مرنا نہ ہو تو جینا دوبھر ہو جائے۔ اس لئے غالب نے کہا ہے۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

جب پھانسیں اور ان کی کھٹک یعنی حوادث اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے رنج و محن زندگی کا جز ولاینفک ہیں اور پھر وہ ہوتے بھی ہیں عارضی کیونکہ انہیں میں سے راحتیں پھوٹ نکلتی ہیں تو ان پر کڑھنا یا ان پر شکوہ کرنا بے معنی ہے۔ انسان کو انہیں ہنس کھیل کر برداشت کرنے اور ان کے ساتھ جینے کا ہنر سیکھنا چاہئے اس ہنر میں ہی زندگی کے کیف و سرور سے ہم کنار ہونے کا راز مضمر ہے۔ جنہیں یہ ہنر آتا ہے۔ زندگی میں وہی کامیاب رہتے ہیں۔ جو یہ ہنر نہیں سیکھ پاتے وہ آہیں بھرتے اور سسکیاں لیتے لیتے ہی اس جہاں گزران سے گزر جاتے ہیں۔

الفاظ کی اس کھینچا تانی یعنی اس طول بیانی کا خلاصہ یہ ہے کہ پھانسوں اور ان کی کھٹک یا بالفاظ دیگر آفات و آلام اور تنگی و تلخی ایام کو انسانی زندگی میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی افادیت اس درجہ مسلم ہے کہ آسمانی راہنماؤں اور رشیوں نے ہی اپنی سرمدی تعلیمات میں نہیں بلکہ قریباً ہر فلسفی' ہر شاعر' ہر ادیب' اور ہر دانشور نے انہی سے خوشہ چینی کے بعد اپنے نثری یا منظوم کلام میں اس کا ذکر کیا ہے اور اپنے اپنے پیرائے اور رنگ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ تنگی ترشی' حالات کی نامساعدت' لوگوں کی عداوت اور ناکامی و نامرادی کی کیفیت ایک طرح سے موت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے بالمقابل خوشی و خرمی اور کامیابی و کامرانی کی راحت نئی زندگی کے مترادف ہوتی ہے لیکن یہ نئی زندگی ملتی ہے موت کا درجہ رکھنے والے آلام روزگار میں سے گزرنے کے بعد۔ اسی لئے دانشوروں کا کہنا یہ ہے کہ مشکلات

و مصائب کے وارد ہونے پر انہیں برا بھلا کہنے کی بجائے ان کا خیر مقدم کرنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ یہ مشکلات و مصائب بالآخر فوز و فلاح کا راستہ کھولنے پر منتج ہوں گے۔ ان کی اس بات کو پلے باندھ کر جاں نثار اختر نے آلام روزگار کو ان الفاظ میں خوش آمدید کہا ہے۔

انہی گل رنگ دریچوں سے سحر جھانکے گی
کیوں نہ کھلتے ہوئے زخموں کو دعا دی جائے

ایک ظالم پھانس کی اذیت کے تجربہ میں سے گزرنے اور غور و فکر کے نتیجہ میں اس کی مسلمہ افادیت کا قائل ہونے کے بعد میں اپنے آپ کو یہ کہنے پر مجبور ہی نہیں پاتا بلکہ بخوشی کہتا ہوں۔

ظالم پھانس زندہ باد
پھانس کی اذیت پائندہ باد

یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ پھانس کی بدولت ہی تو منزل مراد ملتی ہے اور انسان منزل مراد پا کر پھانس کا درجہ رکھنے والی طویل مسافتوں کی تمام کلفتوں کو بھول جاتا ہے اور منزل پا لینے کی راحتوں سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہوتا ہے۔ میں زندہ باد کہوں یا نہ کہوں پھانسوں کا وجود اور ان کی افادیت مسلم ہے۔ وہ ازل سے انسان کے ساتھ چلی آ رہی ہیں اور ان کی کرشمہ سازی کا سلسلہ ابد تک جاری رہے گا اور زندگی کے حقائق پر نظر رکھنے والا ہر انسان آلام روزگار کو ترقی کا ذریعہ جان کر یہ کہتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہنے کیلئے ہمیشہ تیار رہے گا۔

آغوش میں ساحل کے کیا لطف و سکوں اس کو
یہ جان ازل ہی سے پروردہ طوفاں ہے

BHATTI
WOOD WORKS

میٹرک کے بعد ــــ آپ کیا کر سکتے ہیں

(مرسلہ: نظارت تعلیم)

کیا آپ نے سوچا ہے کہ میٹرک کے بعد آپ کیا کرنا چاہتے ہیں یا کیا کر سکتے ہیں۔ اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی ابھی سے کیجئے تاکہ آئندہ پریشانی سے بچ سکیں۔ آپ کی رہنمائی کیلئے کچھ معلومات مہیا کی جارہی ہیں۔

۱۔ ایسے احمدی طلباء جو خدمت دین کیلئے اپنی زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلے کے خواہش مند ہوں ان کو چاہئے کہ "الفضل" کا مطالعہ کرتے رہیں۔ الفضل میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا اعلان شائع ہوتا ہے۔ نیز آپ مزید معلومات وکالت دیوان تحریک جدید سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۔ ایسے طلباء جو FA کرنے کے خواہش مند ہوں وہ غور کر کے ایسے مضامین کا انتخاب کریں جو دلچسپ ہونے کے ساتھ آئندہ کی پیشہ وارانہ زندگی کیلئے بھی مفید ہوں۔ مثلاً اکنامکس، شماریات، میتھ وغیرہ۔ یہ مضامین FA کرنے کے بعد کامرس اور اکاؤنٹنگ کی فیلڈ کی طرف جانے میں بھی مدد و مددگار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ FA میں میتھ پڑھنے والے طلباء کمپیوٹر سائنسز کے ڈگری پروگرام میں داخلہ کے بھی اہل ہوتے ہیں۔ حکومتی اداروں میں عام طور پر داخلہ سے قبل FA میں حاصل کئے گئے نمبروں کے حساب سے میرٹ بنایا جاتا ہے۔ پرائیویٹ اداروں میں داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ FA کرنے کے بعد BBA (بزنس ایڈمنسٹریشن) کر کے MBA بھی کیا جا سکتا ہے۔ حکومتی اداروں میں BBA میں داخلہ انٹرمیڈیٹ میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر اور پرائیویٹ اداروں میں داخلہ بذریعہ داخلہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ FA کر کے سادہ BA کرنے کے بعد بھی MBA میں داخلہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی مضمون میں MA کرنے کیلئے BA میں پڑھے ہوئے مضامین میں سے کسی ایک میں داخلہ مل سکتا ہے۔

۳۔ F.Sc کے دو گروپ ہیں۔ ا۔ پری میڈیکل، ۲۔ پری انجینئرنگ

F.Sc پری میڈیکل کرنے کے بعد MBBS، بی فاربسی، ڈینٹل سرجری، ویٹرنری میڈیسن میں داخلہ حاصل کیا جا سکتا ہے یہ فیلڈ عام طور پر حکومتی اداروں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور داخلہ F.Sc میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ چند پرائیویٹ ادارے بھی میڈیسن کرواتے ہیں لیکن ان میں داخلہ سابقہ نمبروں اور داخلہ ٹیسٹ میں اچھی کارکردگی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ F.Sc پری میڈیکل کرنے کے بعد BA، BSc، BBA اور CA کی طرف بھی جایا جا سکتا ہے۔

۴۔ F.Sc پری انجینئرنگ کرنے کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں الیکٹریکل، سول، میکینیکل، کیمیکل، آرکیٹیکچر، الیکٹرانکس، ٹیکسٹائل وغیرہ میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔ کچھ اعلیٰ معیار کے پرائیویٹ ادارے بھی انجینئرنگ کرواتے ہیں لیکن داخلہ سے قبل داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوتا ہے۔

۵۔ F.Sc پری انجینئرنگ کرنے والے کمپیوٹر سائنس کی طرف بھی جا سکتے ہیں۔ حکومتی اداروں میں یہ ڈگری پروگرام کم اداروں میں کروایا جاتا ہے البتہ بعض اعلیٰ معیار کے پرائیویٹ ادارے کمپیوٹر سائنس میں ڈگری پروگرام کرواتے ہیں اور داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ F.Sc پری انجینئرنگ کرنے والے طلباء BA، BSc، BBA، B.Com اور CA کی طرف کا رخ بھی کر سکتے ہیں۔

۶۔ وہ طلباء جو انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد فائن آرٹس، ڈیزائننگ وغیرہ میں ڈگری حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں بعض

ادارے یہ لازم قرار دیتے ہیں کہ انٹرمیڈیٹ میں انہوں نے فائن آرٹس کا مضمون پڑھا ہو لیکن بعض ادارے داخلہ ٹیسٹ میں خاص طور پر فری ہینڈ ڈرائنگ میں عمدہ کارکردگی کی بنیاد پر داخلہ دیتے ہیں۔

۷۔ F.Sc کرنے والے طلباء کے یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ جس کالج میں وہ داخلہ لیں وہاں پریکٹیکل کروائے جاتے ہیں یا نہیں۔

۸۔ ایسے طلباء جو میٹرک کرنے کے بعد کسی ٹیکنیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ تین سال کا ڈپلومہ DAE کرنے کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی میں بھی داخلہ حاصل کرسکتے ہیں اور اگر اس کے بعد بیچلرز اور پھر ماسٹرز کرنا چاہتے ہوں تو وہ بھی کر سکتے ہیں کیونکہ تین سالہ DAE کو انٹرمیڈیٹ کے برابر درجہ دیا جاتا ہے۔

۹۔ صوبہ پنجاب میں میٹرک کرنے کے بعد DBA (ڈپلومہ بزنس ایڈمنسٹریشن) جو انٹرمیڈیٹ کے مساوی کورس ہے اور حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہے میں بھی داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام کی خاص بات مینیجمنٹ اور کمپیوٹر کے کورسز کی تعلیم ہے۔ اس کو کرنے کے بعد BA' BBA' اور B.Com بھی کیا جاسکتا ہے۔ (DBA کے بارے میں مکمل تفصیل کیلئے دیکھئے روزنامہ "الفضل" شمارہ نمبر ۳ جلد ۴۵۔۸۰ مورخہ ۴ جون ۱۹۹۵ء)

۱۰۔ ایسے طلباء جو کامرس میں دلچسپی رکھتے ہوں میٹرک کے بعد I.Com' C.Com' D.Com بھی کر سکتے ہیں اور B.Com اور C.Com کی طرف بھی جایا جاسکتا ہے۔

۱۱۔ بعض طالبات ہوم اکنامکس کے مضامین پڑھنا چاہتی ہیں تو وہ میٹرک کے بعد چار سالہ B.Sc پروگرام میں داخلہ حاصل کرتی ہیں۔ ان میں مختلف پیشہ وارانہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً چائلڈ ڈیویلمنٹ' فوڈ اینڈ نیوٹریشن' فوڈ ٹیکنالوجی' آرٹس' وغیرہ' زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ہوم اکنامکس کے ڈگری پروگرام میں داخلہ میٹرک کی بجائے انٹرمیڈیٹ کے بعد دیتی ہے۔

۱۲۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان کے بڑے شہروں میں واقع بعض ادارے غیر ملکی زبانوں میں سرٹیفکیٹ کورسز کرواتے ہیں۔ ان کورسز کے بعد مختلف معیار کے اور کورسز بھی جاری رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر انٹرمیڈیٹ اور بیچلرز بھی کرلیا جائے تو دوہرا فائدہ ہو جاتا ہے۔ ان ادارہ جات کے داخلوں کے بارے میں قومی اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں۔

۱۳۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بھی میٹرک پاس طلباء کیلئے کورسز آفر کرتی ہے جن میں ڈیری فارمنگ شہد کی مکھیاں پالنا' الیکٹریکل کورسز' آٹو الیکٹریشن وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے داخلے سال میں دو مرتبہ کھلتے ہیں ایک مئی اور دوسرا نومبر دسمبر میں۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد مختصر المعیاد (STEP) تعلیمی پروگرام بھی جاری کیا ہوا ہے جس میں خاص طور پر کمپیوٹر کورسز بھی کروائے جاتے ہیں اور داخلہ سال میں کسی بھی وقت لیا جا سکتا ہے۔

میٹرک کے بعد PTC بھی کیا جاسکتا ہے اور رزلٹ کے بعد ہر ضلع میں واقع ایلیمنٹری کالجز میں داخلے ہوتے ہیں اور داخلہ میٹرک میں حاصل کئے گئے نمبروں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔

نظارت تعلیم کوشش کرتی ہے کہ پاکستان میں کروائے جانے والے مختلف پروگراموں میں داخلہ کا اعلان "الفضل" یا دیگر جماعتی رسائل میں شائع ہو اور کثیر تعداد میں طلبہ اس سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اس لئے ایک تو الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کا باقاعدہ مطالعہ کیا کریں نیز معلومات کیلئے نظارت تعلیم کو خط بھی لکھیں اور اگر آپ کے پاس کچھ اہم تعلیمی معلومات ہوں تو وہ بھی ارسال کریں۔

تربیتِ نو مبائعین کے لئے

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب ایڈیشنل مہتمم تربیت برائے نو مبائعین)

☆ "بنیادی طور پر حسن خلق ہے جو حقیقت میں قوموں کو زندہ کیا کرتا ہے اور حسن خلق ہی ہے جو دنیا پر غالب آیا کرتا ہے۔ دلائل اور مسائل سے دنیا نہیں جیتی جاتی۔ دلائل اور مسائل سے تو بعض دفعہ فساد بڑھتے ہیں۔ لیکن حسن خلق سے گھر بھی جیتے جاتے ہیں اور گلیاں بھی جیتی جاتی ہیں اور شہر بھی جیتے جاتے ہیں اور ملک بھی جیتے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی فتح حسن خلق پر مبنی ہے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں میں دعا کے بعد سب سے زیادہ قوی ہتھیار حسن خلق کا ہتھیار تھا"۔

(خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء)

☆ "اس دور کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم اپنی تمام اخلاقی خرابیوں کو دور کر کے اپنے اخلاق کو زینت دیں' اپنے سینوں کو سجائیں کیونکہ یہ روحانی مہمان ہمارے سینوں میں بٹھائے جانے کے لائق ہیں' ہم نے ان کو اپنے سینے سے لگانا ہے۔ اپنے کردار کے خانوں میں اتارنا ہے اور وہیں ان کی تربیت کرنی ہے۔ اگر ہمارے اخلاق بد ہوئے اگر ہم ایک دوسرے سے دور ہٹنے شروع ہو گئے ہوں جیسا کہ بعض دفعہ ہوا ہے اگر ہم آپس میں ایک دوسرے کی محبت میں مضبوط رشتوں کے ساتھ نہیں باندھے گئے تو آنے والوں کو ہم کیسے مضبوط رشتوں میں باندھیں گے اور مضبوط رشتے کیا ہیں؟ یہ کوئی فرضی چیز نہیں یہ اخلاق کے رشتے ہیں۔ یہ بات ہے جو میں آنحضور ﷺ کے حوالے سے جماعت کو بار بار سمجھا رہا ہوں۔

(خطبہ جمعہ ۲۴ جون ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۹ جولائی ۱۹۹۴ء)

☆ "پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مکارم اخلاق پر فائز ہوتے ہوئے بنی نوع انسان کو ان اخلاق کی طرف بلایا ہے ان کو گہری قدر کی نظر سے دیکھیں ان پر عمل کریں تو ایک دو نصیحتیں ہی آپ کی ساری زندگی کی کایا پلٹ سکتی ہیں اگر آج جماعت احمدیہ عالمگیر جس تیزی سے یہ بڑھ رہی ہے اپنے اخلاق میں بھی اسی طرح نشوونماء دکھائے اور تیزی کے ساتھ بلند اخلاق کی طرف بڑھنے کے قدم اٹھائے اور جلد تر اعلیٰ مکارم تک پہنچ جائے تو ساری دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ لوگ جو خدا کی نظر میں اس کے بہترین بندے ہوں گے وہ لوگ جو خدا کی نظر میں سب سے زیادہ با اخلاق ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی لازماً حفاظت فرمائے گا"۔

☆ "اگر اس کی خاطر آپ بلند تر اخلاق پر فائز ہوں اور اپنے حسن خلق سے اپنے معاشرے کو حسین معاشرے میں تبدیل کر دیں تو یہ قوم ہوگی جس کے متعلق لازماً آسمان پر لکھا جائے گا کہ تم نے ہی غالب آنا ہے اور تمہارے ہی اخلاق ہیں جن کو بنی نوع انسان پر غالب کرنے کیلئے بنایا گیا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

مہمان نوازی

☆ "تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس پہلو سے وہ اپنے مہمانوں کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں اور ان آنے والے مہمانوں میں سب سے زیادہ اہم مہمان اس وقت نومبائعین ہیں۔ نو مبائعین کا اب سلسلہ ایسا بڑھ چکا ہے کہ ان کیلئے ہمیں وسیع تر انتظامات کرنے ہوں گے۔ اب انفرادی کوشش پر ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا اگر اتفاقات پر ان کو چھوڑ دیں گے۔ انفرادی کوشش پر چھوڑ دیں گے تو ایک بھاری تعداد ان میں ایسی رہ جائے گی جن کو پوچھنے والا' دیکھنے والا کوئی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تالیف قلب کی ہدایت دیتا ہے مولفة القلوب بیان کرتا ہے ان لوگوں کو یہ وہ لوگ ہیں جو ابتدائی دور میں اگر محبت پالیں تو ہمیشہ کیلئے آپ کے ہو جائیں گے اگر ابتدائی دور میں ان سے سرد مہری کا سلوک ہو اور ان کا کوئی نہ ہو جو انہیں اپنا سکے اور سینے سے لگا سکے تو بعید نہیں ہوتا کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ سرک کر یا پیچھے ہٹ جائیں یا اپنی ایک بے علمی کی سی حالت میں ٹھنڈے پڑ جائیں اور جیسے لوہا گرم ہو تو اس وقت اسے شکلیں عطا کی جاتی ہیں اور ٹھنڈا ہو جائے تو وہ شکلیں قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس یہی دور ہے جب کہ آپ کی مہمان نوازی کا خلق ایک ایسے اجتماعی رنگ میں ان آنے والے مہمانوں کے دل جیتنے والا بنے کہ جس کے ساتھ منصوبہ ضروری ہے۔ پس تمام جماعتوں کو اس پہلو سے منصوبہ بنانا چاہئے کہ کثرت سے آنے والے نئے احمدیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے جسے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کے طور پر سر آنکھوں پر نہ لے اور جس کی خدمت ایک دلی جذبے سے نہ کرے۔ یہ کچھ دیر کی بات ہے۔ یہ مہمان وہ ہیں جو چند دنوں میں میزبان بننے والے ہیں اگر پہلی زندگی کے چند مہینوں کے تجربے میں یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کے تجربے میں یہ آپ کے حسن خلق سے متاثر ہو گئے آپ نے ان کی خدمتیں کیں تو ان میں سے ایسے پیدا ہوں گے جو آپ سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہوں گے اور آنے والے وقتوں کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو یہ آپ کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر پورے کریں گے۔ پس ہر پہلو سے یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ ہم اپنی مہمان نوازی کے خلق کو انفرادی طور پر بھی بڑھائیں اور اجتماعی طور پر بھی ایسا منظم کریں کہ اس کے نتیجے میں آئندہ صدیوں میں جو پھیلے ہوئے تقاضے ہیں ان کو ہم بہترین رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

☆ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کی لطافت آپ دیکھیں تو عقل حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ کیسی لطافت تھی کیسی باریکیاں تھیں اس مہمان نوازی کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبے ہیں جو آسمان سے اب احمدیوں پر فضلوں کی صورت میں نازل ہو رہے ہیں اور دنیا میں ایک ایسی جماعت رونما ہوئی ہے جس کے متعلق انسان یقین سے کہہ سکتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم مہمان نوازی میں اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ موسم بدلتے ہیں تکلیفیں آتی ہیں کبھی اچھے موسم' کبھی برے موسم' کبھی سردیاں زیادہ' کبھی گرمیاں زیادہ' کبھی آندھی' کبھی جھکڑ چل رہے ہیں مگر احمدی مہمان نوازی پہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ہر بدلے ہوئے وقت کی تکلیفیں خود اپنے اوپر لیتا ہے اور مہمان کی خدمت میں ہمیشہ ہمہ وقت مستعد رہتا ہے ان روایتوں کو آپ زندہ رکھیں کیونکہ یہ وہ روایتیں ہیں جن کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے...... تو جہاں تک ہمارا فرض ہے ہمیں چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہے خدا کے فضلوں پر نظر کریں اور خدا کے احسان کا بدلہ تو انسان اتار ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔ ایک ذریعے سے وہ احسان کا بدلہ اتارنے کا احساس اور شعور بیدار کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مما رزقنا هم ينفقون..... اور وہ احسانات جو خدا تعالیٰ

کے فضل سے تمام دنیا میں بکثرت احمدی ہونے کے ذریعے سے نازل ہو رہے ہیں ان کا حق ادا کرنے کیلئے لازم ہے کہ اپنی تربیت بھی کریں اور دوسروں کی تربیت کیلئے اپنے پہلے سے زیادہ وقت دیں۔ ان کو کسی نہ کسی نے تو سنبھالنا ہے۔ جو ہزاروں آیا کرتے تھے اب لاکھوں ہیں اور لاکھوں سے بھی اب ملین سے بھی اوپر نکل چکے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان کو کیسے سنبھالنا ہے۔ ان کو سنبھالنے کیلئے آپ کو اپنے گھروں کی صفائی کرنی ہے اپنے باطن کی صفائی کرنی ہے دلوں کی صفائی کرنی ہے اور ہر جگہ ان کو کھلے خوش آمدید کہتے ہوئے ہاتھ دکھائی دیں۔ پھر اگر مہمان نواز تھوڑے بھی رہ جائیں تو مہمان جانتا ہے کہ مجبوری کے قصے ہیں لیکن ہر طرف سے اسے لبیک لبیک کی آوازیں آنی چاہئیں۔

اس دفعہ جب امریکہ کینیڈا کے نومبائعین سے میری ملاقاتیں ہوئیں......... جو بھی ملنے والے آتے رہے ہیں انہوں نے اس بات کا ذکر اگر سب نے نہیں کیا تو اکثر نے کیا کہ ہم تو جب سے آئے ہیں لگتا ہے کہ ہم سب سے زیادہ معزز مہمان ہیں۔ ہر احمدی ہم سے محبت کرتا ہے اور حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ کیسے آ گئی۔ پتہ چلتا ہے نو مبائع ہیں تو بے اختیار ان کے دل اچھلتے ہیں سینوں سے اور ہمارے دلوں کو لینے کیلئے آگے بڑھتے ہیں استقبال کیلئے۔

یہ وہ مضمون ہے جو تربیت کے تعلق میں ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔ اب آنکھیں بند کر کے اور مونہہ میں گھنگنیاں ڈال کر بیٹھنے کے وقت نہیں رہے۔ اب تو آپ کو کھل کر لبیک کہنا پڑے گا اور آگے بڑھ کر جس اجنبی کو دیکھیں قوم منکرون کا خیال کریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اجنبی دیکھا تھا اور دیکھیں کیسا ان کی مہمان نوازی کا انتظام فرمایا۔ یہ اجنبی لوگ جو آ رہے ہیں ان کو زیادہ دیر اجنبی نہ رہنے دیں تیزی سے اپنے اندر ملائیں تاکہ پھر یہ مہمان نواز بن جائیں اور زیادہ دیر تک یہ مہمان نہ رہیں جلد جلد مہمان نوازوں میں تبدیل ہونے لگیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو بڑھتے ہوئے تقاضوں کو ہم پورا نہیں کر سکیں گے"۔

(خطبہ فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۹۶ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۶ ستمبر ۱۹۹۶ء)

تعلیمی و تربیتی کلاسز کا قیام

☆ "یہ وہ دور ہے جب کہ کثرت کے ساتھ لوگ دین حق میں داخل ہونا شروع ہوئے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ مرکزی معلمین ہر جگہ پہنچ کر ان کی تربیت کر سکتے ان کو دین سکھا سکتے اور مسائل سمجھا سکتے۔ ایسی صورت حال کا حل یہ پیش فرمایا گیا ہے اور آج جماعت احمدیہ بعینہ اس دور سے گزر رہی ہے اس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انعامات کے پھلوں کی بارش ہو رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا ایک بہت بڑا کام ہے اور وہ پھل جو سنبھالا نہ جائے وہ ضائع ہو جایا کرتا ہے۔ پس اب یہ فکر کا دور ہے اور اس فکر کا حل قرآن کریم نے چودہ سو برس پہلے سے ہمیں بتا رکھا ہے۔ تمام دنیا میں جہاں جہاں کثرت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں وہاں ان ملکوں میں مرکزی دینی تربیت گاہیں قائم کرنا ضروری ہے جو تمام سال کام کرتی رہیں۔

گزشتہ سال میں نے نصیحت کی تھی کہ پہلے تین مہینے آنے والوں کی تربیت کیلئے وقف کریں لیکن جب میں نے قرآن کریم کے اس مضمون پر دوبارہ غور کیا تو مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہاں دو تین مہینے کی بات نہیں بلکہ ایک دائمی جاری و ساری نظام کا ذکر ہے جو ایک دفعہ جاری ہو گا تو رکے گا نہیں اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہر ملک میں ایک دائمی جاری رہنے والی تربیتی کلاس کا انتظام کرنے کی قرآن نے ضرورت بیان فرمائی ہے اور قرآن جب ضرورت بیان فرماتا ہے تو لازماً ضرورت حقہ ہوتی ہے وہ ایسی ضرورت ہوتی ہے کہ اسے نظرانداز کیا جائے تو یقیناً شدید نقصان پہنچتا ہے۔

اب تربیت اور ...(دعوت الی اللہ) کے کام الگ الگ نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ مدغم ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کی اسی آیت نے اس مضمون کو بھی کھول کر بیان فرما دیا وہ تربیت حاصل

کریں گے دین کو اچھی طرح سمجھیں گے' دین میں ان کو استحکام نصیب ہوگا اور پھر بہترین داعی الی اللہ بننے کیلئے واپس لوٹیں گے یا داعی الی اللہ بن کر واپس لوٹیں گے"۔

(سورۃ التوبہ آیت ۱۲۲ کے مضامین کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا)

☆ پس جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہوتے ہوتے اب وہاں پہنچ گئی ہے کہ یوں لگتا ہے اس آیت کی سرزمین کے مرکز میں ہم جا پہنچے ہیں اس آیت کے مضمون نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا ہے اب کسی مزید التوا کا موقع نہیں رہا' کسی تاخیر کا ہمیں حق نہیں رہا۔ لازم ہے کہ معاً اس آیت کے مضمون کا تفقہ کر کے اس کو تفصیل کے ساتھ سمجھنے کے بعد اس کے مطابق وہ تربیت گاہیں قائم کریں جہاں ہر ملک میں اور اگر ایک ملک میں ضرورت ہو تو ایک جگہ سے زائد تفقہ کے مراکز قائم ہوں۔ اس میں نئے آنے والوں کو بلایا جائے اور باری باری مختلف گروہ آتے جائیں اور سبق سیکھ کر واپس چلتے چلے جائیں اور یہ جو تربیتی کلاس ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ اب سارا سال کی ہوگی۔

یہ وہ طریق ہے جو قرآن سے سیکھ کر میں آپ کو سمجھا رہا ہوں وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً مومنوں کیلئے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے کے سارے اکٹھے جہاد میں مصروف ہو جائیں فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ پس ایسا کیوں نہیں کہ ان میں ہر گروہ میں سے ایک چھوٹا گروہ نکلے' ایک جماعت نکلے لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تاکہ وہ دین سیکھے۔ اب نکلے' جماعت گھروں سے نکلے مراد ہے کسی جگہ جانا ہے جہاں دین سکھایا جاتا ہے ان جگہوں کے نام نہیں لئے۔...... نکلیں' کدھر کو نکلیں' کہاں جائیں کچھ بیان نہیں فرمایا۔ فرمایا کوئی جگہ ایسی ضرور ہونی چاہئے جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور یہ مومنوں کی جماعت کا اجتماعی فرض بیان فرما دیا گیا۔ جہاں جہاں ممکن ہے ان کے مراکز قائم کردو۔ لیکن یہ تمہارے لئے ممکن نہیں رہے گا یہ بھی ایک عجیب پیش گوئی ہے کہ جہاں جہاں بیعتیں ہو رہی ہیں وہاں وہاں پہنچ کر ان کی تربیت کر سکو۔ ان پر ذمہ داری ڈالو' ان کے نمائندے آئیں' وہ سیکھیں' واپس جا کر اپنوں کو سکھائیں اور خصوصیت سے غیروں کو انذار کے ساتھ اس ہدایت اور پناہ گاہ کی طرف بلائیں۔........

کئی جگہ میں نے افریقہ میں جہاں بڑی تعداد میں لوگ آئے ہیں ان کو ایسے نظاموں میں تقسیم کر دیا ہے کہ ایک تبلیغی نظام ہے جو نئی ترقی' نئی فتوحات کے لئے آگے بڑھتا جا رہا ہے اور پیچھے پیچھے سنبھالنے والوں کا نظام ہوگا۔ جن کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ ہر آنے والے کے لئے وہ تربیتی کلاسز لگائیں گے۔ ان کو روحانی طور پر زیادہ مستحکم بنائیں گے ان کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات سنائیں گے اور جو بنیادی دینی علم ہے ان کو ہے ہی نہیں محض بیعت سے کیسے آجائے گا۔ اس کو سکھانا شروع کریں گے تو بیعتیں تو صرف ایک اظہار رضامندی ہے کہ تم ہم پر کام کرو ہم حاضر ہیں۔ ہمیں جو بنانا ہے بنالو۔ ہم مانتے ہیں کہ تم ٹھیک ہو۔ اگلا قدم اٹھائیں نہ تو پھر بیعت کا مقصد کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ یہ قدم جب اٹھائیں گے تو پھر بھی نقص ضرور رہیں گے کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ جتنے آنے والے ہیں وہ سو فیصدی سارے نظام کا حصہ بن جائیں"۔ (بحوالہ پروگرام "ملاقات": ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء: بذریعہ M.T.A انٹرنیشنل)

ان کلاسز کا مقصد

☆ "تفقہ میں صرف علم نہیں بلکہ اس کا فہم' اس کا ادراک جس حد تک ممکن ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تفقہ میں اس کی حکمتیں پانا بھی شامل ہے۔ تو اس طرح علم سیکھیں کہ اس کی حکمتوں سے واقف ہو' اس کے فلسفہ سے آگاہ ہو جائیں۔ جب اس طرح تیار ہو جائیں تو پھر وہ واپس لوٹیں"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

☆ "تربیت کرنے والوں کو سمجھایا کہ انہوں نے قبول تو کرلیا مگر ہو سکتا ہے کہ دین ان میں پوری طرح جذب نہ ہو یا وہ دین میں پوری طرح نہ ڈوبے ہوں۔ پس تفقہ کا ذکر فرمایا "لیعلموا" نہیں فرمایا کہ سکھائیں ان کو۔ "ولیتعلموا" نہیں فرمایا کہ وہ سیکھیں بلکہ "یتفقھوا" کا مطلب ہے وہ دین کی حقیقت کو سمجھ جائیں۔ اس غرض سے اکٹھے ہوں۔ اس کی حکمتوں کو جان لیں، اس کے مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اس کے بعد پھر ان کے متعلق شیطان کے لئے ممکن نہیں رہے گا کہ وہ ان کو پھسلا سکے۔ پس حقیقت میں جو فہم اور ادراک کا استحکام ہے اس سے بڑا کوئی استحکام نہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

☆ "قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ جو نئے آنے والے ہیں ان کو بلاؤ۔ تفقہ کرو ان کے لئے۔ "لیتفقھوا" تاکہ وہ تم سے تفقہ سیکھیں۔ ان کے دماغوں میں اس طرح یہ بات گھول گھول کر ڈال دو، اس طرح ان کو پلادو یہ بات کہ واپس جاکر اپنی قوم کو ڈرانے کے مستحق ہو جائیں اور ڈرانے کی اہلیت حاصل کرلیں کیونکہ جاتے ہی ان کے سپرد نذیر کا کام کر دیا گیا ہے.......... صداقت کو اتنا واضح طور پر دیکھ لیں ایسا یقینی طور پر سمجھ لیں کہ پھر کوئی چیز ان کو صداقت سے ہٹا نہ سکے بلکہ اس مرتبے کو حاصل کرلیں جو استادوں کا مرتبہ ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

☆ ...... "ولینذروا قومھم تاکہ وہ اپنی اپنی قوموں کو ڈرائیں۔ جب وہ واپس جائیں تو واپس کہاں سے جائیں۔ کہیں سے آئے تھے تو واپس جائیں گے۔ تو مراد یہ ہے کہ سب علاقوں سے ایسے دینی مراکز میں لوگوں کا اکٹھا ہونا ضروری ہے جہاں دین کی تعلیم دی جاتی ہے، دین کی حکمتیں سکھائی جاتی ہیں، مسائل سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ آنے والا استاد بننے کے اہل ہو جاتا ہے۔ یہ استاد کا مفہوم اس میں داخل ہے کیونکہ مقصد ہی استاد تیار کرنا بیان فرمایا گیا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

☆ "پس آپ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے اب مزید انتظار کئے بغیر ان کی تربیت کا ایسا انتظام کریں کہ صرف ان کو نماز پڑھنا نہیں سکھانا روزمرہ کے مسائل نہیں بتانے بلکہ تفقہ فی الدین یہاں بیان فرمایا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تفقہ کے ساتھ پھر باقی چیزیں از خود پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر تفقہ فی الدین ہو تو انسان کے اندر ایک بے حد تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک بے قرار تمنا اس کے دل سے اٹھتی ہے کہ ایسے پیارے دین کو میں کیوں نہ سیکھوں، کیوں اس میں مزید ترقی نہ کروں، کیوں نہ ان کی حکمت کی باتوں پر عمل پیرا ہو جاؤں۔ پس عمل کا ایک گہرا تعلق عقیدے کے یقین سے ہے اور عقیدے کے یقین کا گہرا تعلق گہری فہم سے ہے۔ جو عقیدہ گہری فہم کے بغیر ہو اس کا نام چاہے آپ یقین رکھتے پھریں وہ یقین نہیں ہے وہ ایک تصور کا خیال ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جو گہرا فہم ہو جائے، اچھی طرح بات سمجھ لیں ان سے یقین پیدا ہوتا ہے اور جب یقین پیدا ہوتا ہے تو پھر ایسے شخص کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ وہ لازماً اس کے فوائد سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس کے انکار کے نقصانات سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے۔ فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نقصانات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

کلاسز کا نصاب

☆ "پس تمام دنیا میں تمام جماعتیں ایسے مستقل مراکز قائم کر دیں جہاں نئے آنے والوں کے کچھ کچھ نمائندے سارا سال تربیت پاتے رہیں۔ لمبے تربیتی پروگرام نہیں بنانے۔ سر دست چھوٹے چھوٹے بنانے ہیں مگر ایسے بنانے ہیں کہ تفقہ کا حق ادا ہو جائے۔ مثلاً موٹے مسائل میں سے ایک وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کو اگر سمجھا دیا جائے تو اس کی اہمیت خوب ابھر کر روشن ہو کر آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں وفات مسیح سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مرے عیسی زندہ رہے اب تو یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ کہتے ہیں ٹھیک ہے مرگیا تو مرگیا زندہ ہے تو زندہ ہے ہمیں کیا۔ تمہیں کیوں نہیں۔ تمہاری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ عیسیٰ کی زندگی اور موت کا نہیں امت محمدیہ کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

☆ "ہم میں وہ لوگ جو پاکستان سے یہاں آباد ہوئے ہیں وہ بھی اور وہ لوگ جو یہاں (دین حق) میں داخل ہوئے ہیں وہ بھی اپنا بہت شاندار ماضی ضرور رکھتے ہیں کیونکہ بہت سے افریقن احمدی اور بعض ان میں سفید رنگ کے' سفید فام احمدی بھی ہیں انہوں نے خود (دین حق) قبول نہیں کیا ان کے آباؤ اجداد نے قبول کیا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے قربانیاں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت معجزے بھی دیکھے۔ چنانچہ ان بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنا اور بار بار یاد دلاتے رہنا' یہ کام ایک منظم کوشش کو چاہتا ہے۔ اس پہلو سے یہاں کے جو رسائل ہیں ان میں یہ ذکر خیر جاری رہنا چاہئے اور آئندہ نسلوں کو ان کے آباؤ اجداد کی باتیں بتاتے رہنا چاہئے کہ انہوں نے کس قیمت پر احمدیت حاصل کی تھی اور کیسی کیسی قربانیاں اس راہ میں دی تھیں۔

بہت سے ایسے خاندان میری نظر میں ہیں جن میں کمزوریاں واقع ہوئی ہیں لیکن ان کے آباؤ اجداد نے بہت عظیم الشان قربانیاں دین کو حاصل کرنے' کرکے اس کو قائم رکھنے کے لئے دیں اور تمام عمر وہ یہ قربانیاں پیش کرتے رہے۔ ان کی روحوں کو اگر طمانیت پہنچانی ہے۔ اگر ان سے محبت ہے' ان کے احسانات کا حق ادا کرنا ہے تو سب سے اعلیٰ طریق یہ ہے کہ انہی کی قدروں کو اپنی ذات میں زندہ رکھیں۔ ایک نسل جو آکر گزر جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی اگر ان کی خوبیاں اگلی نسل میں زندہ رکھی جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے۔ مرتے وہ لوگ ہیں جن کی قدریں ان کے ساتھ مرجاتی ہیں اور قدروں کے ساتھ ہی عزتیں وابستہ ہو جاتی ہیں۔ قدروں کے ساتھ ہی محبتیں وابستہ ہوتی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

☆ "پس یہ وہ دور ہے کہ ان شریروں کو جو باز نہیں آرہے بتایا جائے کہ اب اگر تم اس حرکت سے باز نہیں آؤگے تو تمہارے لئے ہلاکت ہے اور یہ انذار کرنے والے پرانوں ہی میں سے نہیں نیئوں میں سے پیدا ہوں۔ یہ جو دور ہے یہ ایک لحاظ سے تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آج کے حالات پر صادق آہی رہا ہے مگر قرآن کریم کی جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا مضمون زیادہ وسیع ہے۔ قرآن کریم یہ بتا رہا ہے کہ ایسے دور آتے ہیں جب کہ کثرت سے لوگ حق کو قبول کرنے لگ جاتے ہیں اور جب وہ کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ ان خطرات میں سے سب سے پہلے یہ خطرہ ہے کہ ان لوگوں کو حق قبول کرنے کے بعد کوئی بہکانے کی کوشش نہ کرے اور یہ جو سلسلہ چل پڑا ہے اس کا رخ نہ بدل جائے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ اس عظیم دور کا رخ ہمیشہ ترقیات کی سمت جاری رہے تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ ضروری ہے کہ ان سب نئے آنے والوں کو ایسے مراکز میں بلاؤ جہاں دین کی تربیت دی جارہی ہو۔ تفقہ فی الدین ہو اور اس حد تک ان کو دین کے مسائل سے آگاہ

کرو' اس کی حکمتوں سے آگاہ کردو کہ ان کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہو جائے۔ وہ محض مصنوعی طور پر ایک طالب علم کے طور پر نہ بیٹھے رہیں ان کے دل میں یہ جوش اٹھے کہ اب تو ہمیں استاد بننا چاہئے کہ جلدی واپس جائیں اور اپنی قوم کو ڈرائیں کہ وقت آگیا ہے۔........ ربوہ کے جلسوں کے دوران بھی اور اب بھی بسا اوقات ایسے آدمی جو بہت دور سے سفر کرکے پہلی دفعہ جلسوں میں شرکت کے لئے آئے۔ جب ان سے میں نے تاثر پوچھا تو بالکل اسی آیت کے مصداق تاثر تھا۔ ایک نے کہا اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ جلدی واپس جاؤں۔ میں نے کہا کیوں اتنی جلدی کیا ہے؟ اس نے کہا ہماری قوم جو محروم بیٹھی ہے میں جاکر بتاؤں تو سہی کہ کیا دیکھ کے آیا ہوں اور ان چیزوں سے وہ محروم ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

☆ "پس تمام دنیا کی جماعتیں اس مضمون کی روشنی میں ایسی جگہوں پر مراکز قائم کریں جہاں اردگرد کے علاقے کے لوگوں کے لئے آنا ممکن ہو اور ایسا نظام جاری کریں کہ سارا سال یہ سلسلہ جاری رہے' چلتا رہے۔ ان کے لئے وہاں رہائش کا انتظام بھی دیکھنا ہوگا اور ادلنے بدلنے کا نظام جاری کرنا پڑے گا۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جب تک کوئی سمجھ نہ جائے اس وقت تک اس کو ٹھہرائے رکھنا ہے اور بہت زیادہ مکینیکل نہ بنائیں کلاسز کو۔ یہاں مدت بھی بیان نہیں فرمائی گئی۔ "لیتفقهوا" کی یہ شرط رکھ دی۔ بعض لوگ ذرا ٹھہر کے سمجھتے ہیں بعض جلدی سمجھ جاتے ہیں۔ جو ذرا ٹھہر کے سمجھتے ہیں ان کو روکنا چاہئے کہ ابھی تم اس لائق نہیں ہوئے جیسے پہلے سال کوئی فیل ہو جائے تو اس کا ایک سال اور بڑھا دیا جاتا ہے تو اس قسم کا سالوں کا معاملہ تو نہیں۔ مگر نظر رکھنے والے موجود رہنے چاہئیں۔ جب ایک شخص کے متعلق جانتے ہیں کہ اس میں بشاشت پیدا ہو رہی ہے اس کے اندر ولولہ پیدا ہو گیا ہے' بات کو سمجھ چکا ہے تو کہیں اچھا بھئی سلام علیکم' رخصت ہو تم اب اس کام میں مصروف ہو جاؤ جس کے لئے خدا

> ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
> کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کے ارشاد کے تابع ہم نے تمہیں تیار کیا تھا۔ اپنی قوم میں لوٹو اور انذار شروع کردو۔ اس طرح آپ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ خدا کے فضل سے کس طرح جماعت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور کس تیزی سے جماعت روزافزوں ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ ہر آنے والا' آنے والے دور کے لئے خود تیاری کررہا ہوگا اور آپ کا مددگار ہو جائے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

☆ "تو یہ کلاسیں لگائیں اور مستقل جماعت ان کلاسوں کے لئے دعا کرے اور ان کے لئے کوشش کرے۔ اس کے لئے چونکہ ہمارے پاس ابھی وہ فوج تیار نہیں ہوئی جس کا نام وقف کی فوج ہے اس لئے ضروری ہوگا کہ عارضی طور پر صاحب علم اپنے آپ کو وقف کریں اور صاحب علم خواتین اپنے آپ کو وقف کریں اور ہر جگہ عورتوں کے لئے بھی مراکز ہوں اور مردوں کے لئے بھی اور ان کی تربیت اس جذبے سے کی جائے کہ ایک بات اتنی اچھی طرح سے سمجھ جائیں کہ پھر ناممکن ہو دشمن کے لئے کہ اس پر حملہ کرسکے اور پھر وہ اس بات کو لے کر نکل کھڑے ہوں۔ ہر جگہ پھیلاتے چلے جائیں۔ تو اس طرح آپ کے آئندہ آنے والے تربیت کے علاوہ تبلیغی تقاضے بھی پورے ہوں گے۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم سے سلوک فرمایا ہے' ایک کو دو اور دو کو چار اور چار آٹھ کرتا چلا گیا ہے اب یہ دور اگر جاری رکھنے کی دل میں تمنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے رخ کے مطابق چلنا شروع کردیں اور یہ خدا کی تقدیر کا رخ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس رخ پر چلیں گے تو خدا کی تقدیر ہمیشہ آپ کے حق میں عجائب کام کر دکھائے گی"۔

(خطبہ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء: مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

(مکرم محمد سلطان ظفر صاحب۔ احمد نگر)

بدلتے وقت کے ساتھ Computer کے جدید سے جدید پروگرام روزانہ متعارف ہو رہے ہیں اور سابقہ پروگراموں میں نئی تبدیلیاں لائی جارہی ہیں۔ بعض کمپیوٹر آپریٹرز جنہوں نے بہت پہلے DOS سیکھا تھا اب دوسرے پروگراموں پر کام کرنے کی وجہ سے DOS کی کچھ نئی Commands سے لاعلم ہیں۔ لہٰذا ان احباب اور زیر تربیت دوستوں کے علم میں اضافہ کیلئے DOS کی کچھ Command's تحریر ہیں۔

Country (1)

ہمارے کمپیوٹرز میں عموماً تاریخ لکھنے کا طریقہ امریکن ہے (mm-dd-yy) یعنی پہلے مہینہ' پھر تاریخ اور آخر میں سال۔ Country Command سے فائدہ اٹھا کر آپ اپنے کمپیوٹر کی تاریخ کا طریقہ کار تبدیل کرسکتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ پہلے تاریخ پھر مہینہ اور آخر میں سال آئے یا پہلے سال پھر مہینہ' تاریخ اور آخر میں تاریخ' مہینہ آئے۔

ہمارے ہاں چونکہ برطانوی طریقہ سے تاریخ (dd-mm-yy) لکھی جاتی ہے لہٰذا اپنے کمپیوٹرز میں تاریخ اور وقت کا مروجہ طریقہ تبدیل کرکے ملکی طریقہ کار کے مطابق تاریخ اور وقت لکھنے کیلئے آپ کو صرف اتنا کرنے پڑے گا کہ اپنی پہلے سے موجود Config.sys فائل کو Edit کرکے اس میں مندرجہ ذیل لائن کا اضافہ کردیں۔

County=003,,C:/Dos/country.sys

اس کے بعد کمپیوٹر کو Alt+Ctr+Del پریس کرکے یا آف کرکے دوبارہ آن کریں۔ آپ کے کمپیوٹر میں تاریخ ملکی معیار کے مطابق ہو چکی ہوگی۔ مختلف ممالک کے DATE SYSTEM دیکھنے یا اپنانے کیلئے یہ کمانڈ دیں۔ C:/HelpCountry

MORE (2)

آپ کے پاس کوئی بہت لمبی فائل مثلاً PAK.TXT ہو اور اس میں 5000 الفاظ ہوں تو اگر آپ اسے پڑھنا چاہیں تو آپ عموماً یہ Command دیتے ہیں۔ C:/type pak.txt لیکن یہ فائل اتنی تیزی سے گزر جائے گی کہ سوائے آخری صفحہ کے آپ شاید ہی کچھ پڑھ پائیں۔ لہٰذا آپ یہ کمانڈ دیں۔ C:/more"pak.txt اب آپ یہ مضمون صفحہ بہ صفحہ پڑھ سکتے ہیں۔ ہر صفحہ کے سب سے نیچے لکھا ہوگا ---More--- جب تک آپ کوئی Key نہ دبائیں گے وہی صفحہ سکرین پر رہے گا۔ Ctrl+C دبا کر آپ کسی بھی وقت مضمون کو بند کرکے Prompt پر آسکتے ہیں۔ آپ یہ کمانڈ اس طرح بھی دے سکتے ہیں۔ C:/Type pak.txt/more

More سے پہلے: یعنی Pipe کی علامات ضرور ٹائپ کریں۔

TREE/F (3)

عموماً Tree کمانڈ صرف Structure of Directories دیکھنے کیلئے ہی استعمال ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ F/ کا اضافہ کردیں تو آپ Structure of Files بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ More: کمانڈ مفید ہوتی ہے۔ مثلاً C:/Tree/F:More

Defrag (4)

یہ ایک نہایت اہم کمانڈ ہے اس کی مدد سے آپ اپنی Disk خواہ وہ (فلاپی ہو یا ہارڈ) کی اس جگہ Space کو استعمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو آپ کے Files اور Directories کو Delete کرنے کے بعد ناقابل استعمال ہو چکی ہو۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے یہ مثال دوں گا کہ اگر کبھی آپ نے Scandisk کمانڈ استعمال کی ہو تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ آپ کا ڈیٹا ڈسک کے مختلف حصوں میں پڑا ہوا ہے اور ان کے درمیان کئی مقامات پر جگہ خالی ہے۔ Defrag کی مدد سے آپ کا تمام ڈیٹا ایک جگہ اکٹھا ہو جائے گا۔ آپ کے کام کیلئے مزید گنجائش پیدا ہو گی اور کمپیوٹر کے کام کرنے کی رفتار بہتر ہو جائے گی اس کیلئے یہ کمانڈ ہو گی۔ C:/Defrag نیز آپ اس مفید کمانڈ کی مدد سے اپنی Files اور Directories کو by name

by time/date, by size, by extension,

حسب ضرورت ترتیب دے سکتے ہیں۔ اس کیلئے کمانڈ Defrag کے ساتھ حسب ترتیب n/.e/.s/.d/ کا اضافہ کردیں۔

مثلاً اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تمام Directories اور Files Alphabetic ہو جائیں تو آپ یہ کمانڈ دیں۔

C:/Defrag/n

Defrag کی مزید کمانڈ دیکھنے کیلئے یہ کمانڈ دیں۔

C:/help defrag

Expand (5)

آپ کے کمپیوٹر میں install شدہ کسی پروگرام کی کوئی فائل کسی وجہ سے خراب ہو کر ناقابل استعمال ہو گئی ہے یا Delete ہو گئی ہے تو Expand کمانڈ کی مدد سے آپ صرف ایک فائل بھی Install کر سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کی DOS ڈائریکٹری میں موجود Replace.exe فائل خراب یا Delete ہو گئی ہے تو آپ Flopy Disk (جس میں Installable فائلیں موجود ہیں) A Drive میں لگائیں اور درج ذیل کمانڈ دیں۔

C:/Expand A:/Replace.exe c:/Dos/Replace.exe

C:/EXPAND A:/MSD.CON C:/DOS/MSD.CON

LABLE (6)

اگر آپ اپنی Flopy Disk یا Hard Disk کا Name Volume تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو صرف یہ کمانڈ دیں۔ C:/LABLE یا C:/LABLE A: کمپیوٹر آپ کو سابقہ Volume Name بتائے گا اور کہے گا کہ آپ نیا نام تحریر کر سکتے ہیں۔ یہ نام گیارہ Characters تک لکھا جا سکتا ہے۔ اگر آپ نیا نام لکھنا چاہئیں تو ENTER دبا دیں۔ اس پر کمپیوٹر سوال کرے گا کہ کیا سابقہ نام مٹا دیا جائے یا نہیں؟ مٹانے کیلئے آپ Y اور برقرار رکھنے کیلئے N ٹائپ کر کے Enter دبا دیں۔ کسی بھی Disk کا Volume Name دیکھنے کیلئے یہ کمانڈ دیں۔

C:/VOL یا C:/VOL A:

MSD (7)

MSD ایک مکمل پروگرام ہے یہ آپ کو آپ کے کمپیوٹر کے ہارڈویئر کے متعلق مکمل معلومات مہیا کر دے گا۔ آپ یہ کمانڈ دیں C:/MSD اس پر اس پروگرام کا مکمل MENU سکرین پر آجائے گا اس کے مطابق اپنی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

FC (8)

File Compare یا FC دو فائلوں یا Set of Files کا آپس میں تقابلی جائزہ لیتا ہے۔ اور جو فرق ہو اس کی نشاندھی ہو جاتی ہے۔

C:/FC C:/PUNJAB.TXT A:/PUNJAB.TXT

یا

C:/FC C:/PUNJAB.☆ A:/PUNJAB.☆

یا

C:/FC C:/☆.TXT A:/☆.TXT

مزید تفصیل کیلئے کمانڈ دیں۔ C:/FAST HELP FC ایک وقت

بقیہ صفحہ 48 پر

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کی نشریات ۲۴ چوبیس گھنٹہ شروع ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

منجانب :- رشید الدین ناظم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ ضلع عمر کوٹ (کنری)

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کی نشریات چوبیس گھنٹہ شروع ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب :- ممبرانِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ
دارالفضل کنری ضلع عمر کوٹ سندھ

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹہ نشریات شروع ہونے پر ہم جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو

مُبارک باد

پیش کرتے ہیں۔

منجانب:۔ مجلس خدام الاحمدیہ بڈھو ٹالپر ضلع ٹھٹھہ

"اِسلامی اُصول کی فلاسفی" کے سَو سال مکمل ہونے پر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام جماعتِ احمدیہ کی خدمت میں عاجزانہ دِلی مبارکباد۔

منجانب:۔ قیادت مجلس خدام الاحمدیہ ضلع حافظ آباد

خدا سے ڈر پھر جو چاہے کر

خواجہ عبدالرحمٰن کمیشن ایجنٹ

ڈسٹری بیوٹر ذائقہ بناسپتی گھی

نمک منڈی۔راولپنڈی

فون: ۷۲۵۵۱ - ۵۵۶۸۴۲

بلال انٹرپرائزر

ڈیلر ذائقہ بناسپتی

پلاٹ نمبر ۲۹۲

سبزی منڈی اِسلام آباد

C.A کی فیلڈ

میں آنے والوں کے لئے مفید مشورے

ہمارے ملک میں آٹھویں جماعت کے بعد اکثر ذہین اور اچھے نمبر حاصل کرنے والے طلباء سائنس مضامین کا انتخاب کرتے ہیں اس کے بعد F.Sc میں بھی مضامین کا انتخاب کچھ مسئلہ نہیں رکھتا مگر FSc کے بعد طلباء ایک مشکل کا شکار ضرور ہوتے ہیں کہ وہ کس فیلڈ کا چناؤ کریں۔ جن کے نمبر تو اتنے آ جاتے ہیں کہ انہیں میڈیکل کالج یا انجنیئرنگ کالج میں داخل مل جائے وہ فوراً داخلہ لے لیتے ہیں مگر جن کے نمبر ذرا سے کم ہوتے ہیں وہ بڑی مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آج کل تو دھڑا دھڑ پرائیویٹ ٹیکنیکل اور کامرس کی تعلیم دینے کیلئے ادارے کھلے ہوئے ہیں اس لئے طلباء کیلئے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ وہ آخر کیا کریں؟ ایسے میں وہ CA کی فیلڈ کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کا رجحان اس طرف ہو۔ ذیل میں ہم کچھ باتیں اس فیلڈ کے بارے میں لکھیں گے جن سے ضرور ایسے طلباء کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ جو FSc/FA کر رہے ہیں یا تازہ تازہ کی ہے اور ان کی معلومات کم ہیں۔

تعارف

CA چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کا مخفف ہے۔ سی اے کے بنیادی طور پر دو مراحل ہیں۔ سی اے انٹر اور سی اے فائنل۔ جو شخص سی اے انٹر اور پھر سی اے فائنل کر لیتا ہے اسے A.C.A کہتے ہیں۔ بہت سے طلباء کے ذہن میں یہ موجود ہے کہ CA تو بہت ہی مشکل ہے دس دس بارہ بارہ سال لگ جاتے ہیں پھر کہیں CA کی ڈگری ملتی ہے تو اس بارے میں وضاحت کرتا ہوں۔

دراصل پرانے سسٹم کے تحت جو کہ اب ۱۹۹۹ء تک لاگو رہے گا (اس کے ساتھ ساتھ نیا سسٹم بھی جاری ہے جس کا ذکر آگے ہوگا) کوئی بھی طالبعلم جس کے پاس گریجویٹ ڈگری ہو اسے ایک ppt ٹیسٹ کلیئر کرنا ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہ فرم جوائن کرتا۔ فرم میں ٹریننگ کے دوران ہی اسے علیحدہ سے اپنے امتحانات کی تیاری بھی کرنی ہوتی اور CA انٹر اور CA فائنل فرم میں رہتے ہوئے ہی کرنا پڑتا تھا اس طرح طلباء پر کافی بوجھ ہوتا اور کافی سال لگ جاتے۔ اور نئے سسٹم کے بارے میں بتانے سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ CA کے تمام معاملات' بنیادی داخلہ ٹیسٹ' CA انٹر اور CA فائنل کے امتحانات اور ان کی ڈگریاں جاری کرنا اور دوسرے تمام معاملات ICAP کے سپرد ہیں۔ اب CA کیلئے جو نیا سسٹم اپنایا گیا ہے اس کے مطابق FA/Fsc کے بعد خواہشمند طلباء کو ایک Apptitnde Test کلیئر کرنا پڑتا ہے اس کے بعد انسٹیٹوٹ کے مقررہ کالج سے دو سال کا فاؤنڈیشن کورس کرنا پڑتا ہے اس کورس میں طلباء کو باقاعدہ کالج کی طرح تمام مضامین پر لیکچر دیے جاتے ہیں اور کلاسز ہوتی ہیں۔ ان دو سالوں میں فاؤنڈیشن کے ساتھ ساتھ FE I اور FE II (Foundation Examination) کے امتحانات بھی دینے ہوتے ہیں۔ PE I اور PE II کی ڈگری CA انٹر کے برابر ہے۔ اس کے بعد فرم جوائن کر کے وہاں PE I اور PF II (Professtional Examination) پاس کرنے ہوتے ہیں یعنی CA فائنل۔ یاد رہے کہ FE I اور FE II کے امتحانات اسی کورس سے ہوتے ہیں جو کہ دوران تعلیم (فاؤنڈیشن کورس) کے درمیان پڑھایا جاتا ہے۔ اب ہم اسے نئے سسٹم کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں۔

بنیادی رجحان ٹیسٹ

یہ ٹیسٹ بنیادی طور پر تین مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ انگلش، ریاضی و اریتھمیٹک، جنرل نالج۔ اکثر طلباء دوسرا اور تیسرا سیشن تو آسانی سے کر لیتے ہیں مگر پہلا سیشن جو انگریزی کا ہوتا ہے اس بارے میں کنفیوژن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ سیشن 100 نمبروں کا ہوتا ہے جب کہ دوسرے حصے 50'50 نمبر کے اس طرح کل 200 نمبر کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ انگریزی کے سیشن میں 50 نمبر کا مضمون ہوتا ہے اور 50 نمبر کی فرہنگ۔ اکثر طلباء مضمون کے سلسلے میں پریشانی کا اظہار کرتے ہیں کہ وہاں ایسا مضمون آجاتا ہے جو انہوں نے کہیں بھی پڑھا نہیں ہوتا۔ دراصل طلباء اہم اہم مضامین یعنی (Essays) یاد کر لیتے ہیں لیکن طلباء کو انگریزی سیشن میں کامیابی کیلئے صرف ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایسی انگریزی کی صلاحیت پیدا ہو جائے کہ اردو کا کوئی بھی فقرہ ہو آپ اسے انگلش میں لکھ سکیں یعنی فرہنگ اور گرائمر اچھی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں خواہ کوئی بھی مضمون Essay آجائے لکھا جا سکتا ہے۔

ابتدائی رجحان ٹیسٹ دینے کیلئے

یہ ٹیسٹ سال میں چار مرتبہ ہوتا ہے عموماً فروری، مئی، اگست اور نومبر کے مہینوں میں ہوتا ہے۔ فروری اور مئی میں منتخب ہونے والے طلباء کی کلاسز ماہ جون اور اگست اور نومبر میں منتخب ہونے والوں کی کلاسز کا آغاز جنوری سے ہوتا ہے۔ یہ ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد طالب علم کی انسٹیٹیوٹ میں رجسٹریشن ہو جاتی ہے اور طالب علم ملک کے اہم شہروں میں قائم انسٹیٹیوٹ کے مقررہ کردہ کسی بھی کالج میں داخلہ لینے کا اہل ہو جاتا ہے۔ یہ کالجز کراچی، لاہور، فیصل آباد، ملتان، اسلام آباد، پشاور اور کوئٹہ میں قائم ہیں۔ یہ ٹیسٹ دینے کیلئے متعلقہ فارم ان کالجز سے مل جاتے ہیں۔ جب بھی یہ ٹیسٹ ہوتا ہے اس کا پروگرام اخبارات میں شائع ہوتا ہے جب کہ نظارت تعلیم کے ذریعہ الفضل کے ذریعہ بھی مطلع کر دیا جاتا ہے۔

داخلہ کے بعد

عموماً اس طرح کے مضامین میں جن میں کسی بھی پروفیشن سے متعلق طلباء کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں داخلے کے بعد کے تعلیمی معاملات سے آگاہ نہیں کیا جاتا مگر یہ تجربہ ہوا ہے کہ جو بھی نئے داخلہ لیکر آتے ہیں دو تین ماہ تو وہ سیٹ نہیں ہوتے انہیں دو سال کے فاؤنڈیشن کا مکمل پروسیجر معلوم ہوتے ہوتے کافی دیر لگتی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ کافی دیر تک طلباء پریشانی کا شکار رہتے ہیں۔ ویسے تو تمام باتیں آہستہ آہستہ ہی معلوم ہوتی ہیں پھر بھی ہم مختصراً کچھ بیان کر دیتے ہیں۔

فاؤنڈیشن کورس جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ FE I اور FE II ہر حصہ تین تین ٹرمز پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ٹرم میں اوسطاً اڑھائی ماہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ٹرم کے بعد کالج کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے اس طرح تینوں ٹرمز کے امتحانات کورس میں دے ہوتے ہیں جو کہ پہلے سے متعین ہے اور اسی کی تعلیم کالج میں دی جاتی ہے۔ پیپرز میں عموماً تمام سوال حل کرنے ہوتے ہیں اس طرح کالج اس امیدوار کا داخلہ فاؤنڈیشن کے امتحان کیلئے بھیجتا ہے جو کہ تینوں ٹرمز کے امتحانات میں مجموعی طور پر 60 فیصد نمبر حاصل کر لے۔ FE I میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں۔
۱۔ کمیونیکیشن، ۲۔ ریاضی + شماریات ۳۔ اکنامکس + بزنس لا ۴۔ اکاؤنٹنگ

FE I اور FE II کو پاس کرنے کیلئے کل چھ چانس ہوتے ہیں جن میں دونوں امتحانات پاس کرنے ہوتے ہیں۔ جس طرح سال میں دو سیشن شروع ہوتے ہیں اس طرح سال میں دو دفعہ کے امتحانات ہوتے ہیں ایک اپریل میں اور دوسرا اکتوبر میں۔ آخر میں اس بات پر مضمون ختم کرتا ہوں کہ جو طلباء اس طرح رجحان رکھتے ہوں وہ ضرور اس فیلڈ میں آئیں۔ مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے کالج کا پتہ درج ذیل ہے۔
(کالج آف کامرس پروفیشنلز (CCP) 135/c پیپلز کالونی نزد ریڈیو اسٹیشن فیصل آباد۔)

(مکرم عطاء الغفار صاحب راشد فیصل آباد)

رپورٹ اکتالیسویں۴۱ سالانہ تربیتی کلاس

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی

(مرتبہ مکرم چوہدری ظفراللہ خان صاحب طاہر۔ ناظم اعلیٰ)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی اکتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس نہایت کامیابی کے ساتھ حسب روایت اپنے اختتام کو پہنچی الحمدللہ۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم و محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ نے مورخہ یکم مئی ۹۷ء بروز جمعرات فرمایا تھا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال اس کلاس میں ۴۳ اضلاع کی ۲۰۵ مجالس کے ۶۳۶ خدام نے شمولیت کی سعادت پائی فالحمدللہ علی ذالک

کلاس کے انتظامات کو عمدگی سے چلانے کیلئے سترہ شعبہ جات قائم کئے گئے تھے۔ شعبہ حاضری نگرانی کے تحت ڈیوٹی چارٹ تیار کیا گیا اور مورخہ ۲۹ اپریل بروز منگل شام پانچ بجے اس کلاس میں ڈیوٹی دینے والے خدام کو مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ہدایات سے نوازا۔ ان ایام میں تمام خدام کو صبح نماز تہجد کیلئے باقاعدگی سے جگایا جاتا رہا اور باجماعت نماز تہجد ادا کی جاتی رہی۔ نماز فجر کے بعد درس حدیث ہوتا رہا۔ ان درسوں میں' آداب طعام' تحصیل علم کا شوق' نرم زبان کا استعمال' ایم ٹی اے کی اہمیت' مطالعہ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام' ذکر الٰہی' درود شریف کی برکات' احمدی خدام کے اوصاف' دعا' عبادت رفقائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ؐ جیسے اہم عناوین پر فاضل مدرسین نے درس دیئے۔ صبح درس کے بعد طلباء کو باقاعدگی کے ساتھ ورزش کروائی جاتی رہی تاکہ خدام چاق چوبند رہیں۔ صبح ۷:۳۰ بجے باقاعدہ تدریس کا آغاز ہوتا رہا جو کہ آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے علاوہ قریباً ۱۲:۰۰ بجے تک جاری رہتی۔ اساتذہ کرام بڑی باقاعدگی اور مستعدی کے ساتھ قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ' حدیث' کلام' عربی اور فقہ پڑھاتے رہے۔ روزانہ آدھ گھنٹہ کا علمی لیکچر ہوتا رہا۔ ان لیکچرز میں اراونڈ دی گلوب' ہومیو پیتھی' تعارف نظام جماعت' حفظان صحت' سٹیلائیٹ سسٹم کے عناوین شامل ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے نظام سے متعارف کروانے کیلئے روزانہ آدھ گھنٹہ کا وقت مقرر تھا۔ مہتممین کرام اپنے اپنے مقررہ ایام میں تشریف لا کر شعبہ جات کے بارے میں تفصیلی تعارف پیش کرتے رہے۔ مکرم نائب ناظر صاحب تعلیم نے تشریف لا کر طلباء کو نہایت مفید تعلیمی مشورے دیئے۔ خدام میں تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کیلئے ہر روز مشق تقاریر کروائی جاتی رہی۔ اسی شعبہ کے تحت تقریر اور بیت بازی کے دلچسپ مقابلے ہوئے۔ نماز عصر کے بعد علماء سلسلہ نے مسلم نوجوانوں کے کارنامے' قبولیت دعا کے واقعات' خلافت کی برکات' دعوت الی اللہ کے کارگر طریق' تربیتی کلاس کے مقاصد' پیشگوئی متعلقہ لیکھرام کی تفصیل' نماز کی اہمیت' ہمدردی خلق اور سچائی کے عناوین پر خطاب فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد شعبہ سمعی و بصری کے تحت روزانہ خدام کو مختلف دلچسپ معلوماتی و تفریحی ویڈیوز دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ اس کے

علاوہ خطبات جمعہ اور ملاقات پروگرام دکھانے کا بھی پروگرام تھا۔ طلباء نماز مغرب بیت المبارک میں ادا کرتے رہے اور وہاں پر بزرگان سلسلہ کے درسوں سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ شام کو باقاعدگی کے ساتھ کرکٹ' فٹ بال اور سوئمنگ میں خدام نہایت دلچسپی کے ساتھ شامل ہوتے رہے ہر روز ایک گروپ کا اجتماعی وقار عمل ہوتا رہا اور خدام کو گروپس کی صورت میں مرکز میں واقع نمائش بھی دکھائی گئی۔ جس سے طلباء نے بہت فائدہ اٹھایا۔ ۹ مئی بروز جمعہ خدام کو منظم طور پر سیر کروائی گئی۔ ۸ مئی کا دن علمی پروگرام کیلئے مختص تھا اس روز صبح ناشتے اور خدام کو پکنک کیلئے یکو والا بنگلہ لے جایا گیا۔ وہاں پر خدام نے تیراکی' مختلف کھیلوں اور دیگر دلچسپ پروگراموں سے خوب لطف اٹھایا۔ شعبہ طبی امداد بھی اس پورے عرصے میں متحرک رہا' ہومیو پیتھی طریقہ علاج اور ایلو پیتھی طریقہ علاج سے خدام کا علاج کیا جاتا رہا۔ ۱۴ مئی کو خدام کا تحریری امتحان لیا گیا۔ اس امتحان میں ۵۳۳ خدام شامل ہوئے یہ امتحان نہایت نظم و ضبط سے ہوا۔ حسب روایت اسی روز بعد نماز عصر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں سلسلہ کے جید علماء نے طلباء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔

اس کلاس کی اختتامی تقریب ۱۵ مئی ۹۷ء کو بوقت ۹ بجے صبح ایوان محمود میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تھے۔ اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے خدام سے ان کا عہد لیا۔ پھر حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ بعد ازاں خدام نے ترانہ احمدیت پیش کیا۔ ترانے کے بعد محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور اپنے نہایت موثر خطاب سے نوازا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان و معاونین کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

بغرض ریکارڈ و دعا انتظامیہ تربیتی کلاس ۹۷ء کو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

۱۔ ناظم اعلیٰ: خاکسار (چوہدری ظفر اللہ خان طاہر)
۲۔ نائب ناظم اعلیٰ: مکرم شمشاد احمد صاحب قمر
نائب ناظم اعلیٰ: مکرم سلیم الدین احمد صاحب
۳۔ ناظم رابطہ: مکرم حافظ عبدالاعلیٰ صاحب طاہر
۴۔ ناظم تدریس: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب
۵۔ ناظم نظم و ضبط: مکرم قمر احمد صاحب کوثر
۶۔ ایڈیشنل ناظم نظم و ضبط: مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان
۷۔ ناظم کھیل و وقار عمل: مکرم راجہ رشید احمد صاحب
۸۔ ناظم تربیت: مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب
۹۔ ناظم طبی امداد: مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
۱۰۔ ایڈیشنل ناظم طبی امداد: مکرم راجہ رفیق احمد صاحب
۱۱۔ ناظم مشق تقاریر: مکرم فخر الحق شمس صاحب
۱۲۔ ناظم خوراک: مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر
۱۳۔ ناظم رہائش: مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب
۱۴۔ ناظم آب رسانی و صفائی: مکرم انتصار احمد صاحب نذر
۱۵۔ ناظم استقبال و جنریشن: مکرم خلیل احمد صاحب تنویر
۱۶۔ ناظم سمعی و بصری: مکرم سلیم الدین صاحب
۱۷۔ ناظم روشنی: مکرم حافظ عبدالاعلیٰ صاحب طاہر
۱۸۔ ناظم حاضری و نگرانی: نصیر احمد صاحب انجم

کمیٹی علمی پروگرام:۔ نگران مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف
ممبران: خاکسار (چوہدری ظفر اللہ خان صاحب طاہر)' مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب' مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب' مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر' مکرم قمر احمد صاحب کوثر

اساتذہ تربیتی کلاس

ناظرہ قرآن: مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب

ترجمہ القرآن: مکرم سید محمود احمد صاحب

حدیث: مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب

کلام: مکرم نوید مبشر صاحب

عربی: مکرم نوید مبشر صاحب

فقہ: مکرم انتصار احمد نذر صاحب

ناظمین الیوم

مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب، مکرم سلیم الدین صاحب، مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب، مکرم مرزا عبدالصمد صاحب، مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب، مکرم عبدالسمیع خان صاحب، مکرم حافظ عبدالاعلیٰ طاہر صاحب، مکرم نصیر احمد انجم صاحب، مکرم خلیل احمد تنویر صاحب، مکرم سید محمود احمد صاحب، مکرم عبدالحلیم سحر صاحب، مکرم قمر احمد کوثر صاحب، مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب

اس کلاس کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی حضرت المصلح الموعود خلیفہ المسیح الثانی کے فرزند ارجمند محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تھے۔ جنہوں نے تربیتی کلاس میں شریک خدام کو خطاب فرمایا اور انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی اجتماعی دعا سے قبل محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے آج کے نہائت معزز مہمان خصوصی کی اس تقریب میں تشریف آواری پر ان کا دلی شکریہ ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

تحریر بھجواتے ہوئے اپنا نام و مکمل پتہ ضرور بھجوایا کریں تاکہ آپ کو وصولی کی اطلاع دی جا سکے۔

تعارف مہمان خصوصی

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

یکم اگست ۱۹۲۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر اپنے چار بھائیوں کے ہمراہ دارالواقفین میں منتقل ہو گئے۔ یہ حضرت مصلح موعود کی اس خواہش کا عملی اظہار تھا کہ میرے سارے بچے وقف ہوں اور یہ کہ میرے بچے سرکاری ملازمت نہیں کریں گے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لائے اور رتن باغ لاہور میں قیام فرمایا۔ حضرت مصلح موعود نے ارشاد فرمایا کہ قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے بدری صحابہ کی مناسبت سے ۳۱۳ افراد قادیان میں ہی رہیں گے اور اس کے ساتھ ہی حضور کی یہ خواہش بھی تھی کہ حضور کے صاحبزادگان میں سے ایک ان درویشان کے ساتھ قادیان میں رہے گا۔ اس غرض کیلئے قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ آپ کے نام نکلا۔ چنانچہ پاکستان آنے کے چار پانچ ماہ بعد ۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ واپس قادیان تشریف لے گئے۔ جانے سے قبل اپنے محبوب والد اور امام جماعت احمدیہ حضرت مصلح موعود سے الوداعی ملاقات بھی نہ کر سکے۔ کیونکہ حضور اس وقت سندھ کے دورہ پر تھے۔ اس وقت سے اب تک آپ قادیان میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل فی التفسیر کی ڈگری پہلی پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔

۱۹۴۸ء میں آپ ہندوستان میں ناظر (دعوت الی اللہ) کے عہدے پر متمکن ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں ناظم وقف جدید مقرر ہوئے اور مسلسل ۱۱، ۱۲ سال تک یہ خدمات بجا لاتے رہے۔ اس کے ۶۔۷ سال بعد ایڈیشنل ناظر اعلیٰ ہندوستان اور اس کے بعد ۱۹۷۳ء سے تاحال آپ

ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ مسلسل ۱۰۔۱۲ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ ہندوستان کی شاندار قیادت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ صحت و تندرستی عطا فرمائے اور تمام ذمہ داریاں باحسن نبھانے کی سعادت عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ...... 38

میں بہت زیادہ Files کو Compare کرنا ہو تو FC کمانڈ کے ساتھ More: کمانڈ بھی دیں۔ اس سے آپ کو تمام فائلوں کی رپورٹ پڑھنے میں سہولت رہے گی۔ مثلاً

C:/FC C:/Pak.☆.A:/Pak.☆More

FAST HELP

یہ کمانڈ آپ کو فوری HELP مہیا کرتی ہے۔ اگر آپ صرف C:/FASTHELP کمانڈ دیں گے تو عمومی استعمال ہونے والی تمام Commands کا مختصر تعارف سکرین پر آ جائے گا۔ اور اگر آپ اس کے ساتھ مطلوبہ کمانڈ بھی ٹائپ کریں گے تو صرف اسی ایک کمانڈ کے متعلق پوری تفصیل سکرین پر آجائے گی۔ مثلاً

C:/FASTHELP LABLE پر اس Lable Command سے متعلق تمام ضروری معلومات سکرین پر آجائیں گے۔

مندرجہ بالا جن Command کے متعلق تحریر کیا گیا ہے یہ تمام External Commands ہیں۔ یعنی آپ کے پاس موجود DOS میں ان کمانڈز کی فائلیں ہیں تو یہ کمانڈز کام کریں۔

Dos Ver 6.22 میں یہ تمام کمانڈز موجود ہیں۔ جب کہ 6.2 Version میں Defrag کے سوا تمام کمانڈ موجود ہیں۔ اپنے DOS کا VERSION دیکھنے کیلئے مندرجہ ذیل Command دیں۔ C:VER

اعلان نکاح

برادرم مکرم سلیم الدین صاحب مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے نکاح کا اعلان مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے احمدیہ ہال کراچی میں مورخہ ۲ مئی ۹۷ء کو عزیزہ مکرم رشیدہ ارم صاحبہ بنت مکرم حمید احمد صاحب آصف نگر دستگیر کراچی کے ہمراہ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

برادم مکرم سلیم الدین صاحب مکرم و محترم چوہدری رشید الدین صاحب سابق مبلغ بلاد افریقہ کے صاحبزادے ہیں اور علم التفسیر میں تخصص کر رہے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔ ادارہ اس بابرکت تقریب پر فریقین کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت کرے۔ آمین

EXCLUSIVE
NEGOTIATORS
ACHIEVING YOUR TARGETS

مقابلہ بین العلاقہ سنہ ۱۹۹۵-۹۶ء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں علاقہ سندھ کے اوّل آنے پر محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی قائد علاقہ سندھ محترم چوہدری حمیداللہ صاحب صدر مجلس مشاورت ۱۹۹۷ء سے انعامی شیلڈ وصول کرتے ہوئے۔

مقابلہ بین الاضلاع سنہ ۱۹۹۵-۹۶ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور اوّل قرار پائی۔ محترم منور علی صاحب شاہد نائب قائد ضلع لاہور محترم چوہدری حمیداللہ صاحب صدر مجلس مشاورت ۱۹۹۷ء سے انعامی شیلڈ حاصل کر رہے ہیں۔

Monthly **Khalid** Rabwah

Regd. No. CPL-139 *Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz* JUNE **1997**

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے مقابلہ بین المجالس سال ۹۶-۱۹۹۵ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کریم نگر فیصل آباد اوّل قرار پائی۔ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کریم نگر اور ضلعی و علاقائی عہدیداران حضرت میاں جان محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے ہمراہ۔
آپ کے بائیں جانب محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور آپ کے بائیں جانب محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور حضرت میاں جان محمد صاحب کے دائیں جانب محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد